Zadut Taqwa
by
Karamat Ali

ما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمائش اخی المعظم جناب مولوی حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

زاد التقوی

باہتمام کمترین محمد فخر الدین مالک مطبع ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مغفور

در مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلی الہ واصحابہ
واتباعہ اجمعین بعد اسکے سُنا چاہیے کہ جو لوگ حق تعالیٰ کے راضی کرنیکے طالب ہین اور
چاہتے ہین کہ حق تعالےٰ کو راضی کرکے مقبولیت اور عزت اور اعتبار اُسکی درگاہ مین حاصل
کرین سو اُنکا یہ مطلب عقائد اور تصوف اور فقہ پر عمل کرنے پر موقوف ہے لیکن نجات کا مدار
کہ دوزخ کے عذاب سے نجات ہو جاوے بغیر عذاب کے یا بعد عذاب کے ان باتون پر نہین ہے
بلکہ نجات کا مدار صرف کلمہ ہے کہ اُسکو صدق دل اور درست اعتقاد کے ساتھ کہے اور بُرے
اعتقاد اور کلمۂ کفر سے پرہیز کرتا رہے اور علم عقائد کا اصل مقصد ایمانی باتون کا بیان ہے
اور علم فقہ کا اصل مقصد مکلفین کے اعمال کی درستی کا اور جو اُنکے حق مین مفید یا مضر ہے
اُسکا بیان ہے اور علم تصوف کا اصل مقصد احسان کی باتونکا بیان ہے چنانچہ قریب ہے کہ
یہ تینون باتین حدیث سے ثابت ہونگی اور تصوف کی کتابون مین جو توحید اور معرفت
اور اذکار تصوف کا بیان کرتے ہین اور علوم اشارہ یا احوال بولتے ہین یا بعضے کلمات
اشارے کے بیان کرتے ہین یا حالات اور مقامات کا بیان کرتے ہین سو سب احسان کے مراتب
پہنچوا دینے اور اُسی کے حاصل ہونیکے طریق کے بیان مین ہے کہ جسکو سلوک الی اللہ بولتے ہین

وراس ملک مین بہت لوگونکو دیکھا کہ عمل اور قول اُنکا عقائد فقہ تصوف کے سراسر خلاف اوران
لکو ان چیزون سے وے نرے ناواقف ہین باوجود اسکے دعوے کرتے ہین کہ ہم صوفی ہین اور
اُناہ اور کفر کی بات کو تصوف کی باتین مقرر کیا ہے معلوم نہین کہ یہ بات جہالت کے سبب سے
ہے یا کسی دین کے دشمن نے اسلام کا لباس پہر کے مسلمانون کو دھوکا دیا ہے پھر فقہی مسئلو نمین
سا دھوکا دینے کا قابو نہ پایا کیونکہ اُسکے احکام اور مضمون کھُلے کھُلے اور اعمال ظاہر سے
علاقہ رکھتے ہین اور اُسکا درس اور تدریس کثرت کے ساتھ مبتدی اور منتہی مین جاری ہے
ور اُسکی کتابین ہر جگہہ پر بکثرت موجود ہین اور تصوف کے مضمون اعمال باطن اور اشارات سے
علاقہ رکھتے ہین اور اُنکا سمجھنا مبتدیون پر دشوار ہے اور درس اور تدریس بھی اُسکا ہر جگہہ پر جاری
ہین اور اُسکی کتابین بھی ہر جگہہ پر موجود نہین اس سبب سے دشمنون نے طریقت کے پیشوا حضرات
صوفیہ جو امت محمدیہ مین سے سب سے زیادہ صحابہ کی اقتدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اتباع مین پورے اُترے ہین اور سابقین اور مقربین کا درجہ پائے ہین سوا اُن کے طریقہ سے
لوگونکو پھیرنے اور بے اعتقاد کرنے اور ایسے بزرگونکی صحبت کے فائدے اور تاثیر سے محروم
رکھنے کے واسطے بعضے بعضے خلاف شرع باتون اور رسمونکو جاری کر کے نادانون کو سمجھا دیا
کہ یہ باتین اور رسمین اگرچہ شریعت کے خلاف ہین مگر طریقت اور تصوف مین درست ہین اور نادانونکے
کان مین پھونک دیا کہ صوفیون اور عالمون مین ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے اور یہ اُنکا بڑا افترا ہے
اور فقط وسواس دلانا کیونکہ شریعت کے موافق عمل کرنے اور راہ چلنے کا نام طریقت ہے اسکو
تقوے کہتے ہین اور جو مومن متقی ہے وہی ولی اور شرع کا تابع اور صوفی اور درویش ہے
اور جو لوگ علمائے آخرت ہین وے صوفی ہین اور آخرت کے عالمونکا اصل مقصد اور اُنکے علم کا پھل
ایمان تحقیقی اور تقوے ہے اور اگر ایمان اور تقوے اور شرع کے خلاف کو درویشی سمجھتے ہین تو
ایسی درویش عالمون کے خلاف کے کیا معنے بلکہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے اور یہ تصوف نہین
ہے اور مشکل تو یہ کہ بعضے بعضے خاص اور پڑھے لوگ بلکہ اکثر لوگ ایسی باتین کھدیا کرتے ہین اور

اور اکثر لوگ بسبب ناواقفی کے جنکی شعر مین کفر اور الحاد اور دین اسلام کے عقائد کے خلاف بات
بھری ہے یا ہندؤن کے عقیدے کی بات بھری ہے یا اسلام اور کفر دونون سے انکار کا مضم
بھرا ہے یا نماز اور مسجد اور عالم کی ہتک کی بات بھری ہے جیسے یہ بات دل کو پوچ دیوانے طلام
جو نا کنگر ہے وعلی ہذا القیاس ایسے لوگونکو بڑا درویش کامل اور صوفی سمجھے ہین اور بعضے لوگ صو
ایسے لوگونکو سمجھے ہین کہ جو لوگ معاذ اللہ سب کو خدا جانتے ہین اور بعضے سمجھے ہین کہ باجے کے
ساتھ راگ سنا جس طور سے شریعت مین منع ہے صوفیونکے مذہب مین معاذ اللہ عبادت ہی اور ا
مرشدون کا عرس کرنا اور قبرونپر روشنی کرنا اور قوالون کو بلانا اور وہان پر حال کی مجلس کرنا اُنکے
طریقہ مین ضرور ہے غرض اس قسم کے بدعتی کو نادان لوگ صوفی جانتے ہین اور چونکہ ایسے
بدعتی لوگ دعوے درویشی کا کرتے ہین اور لوگون کو مرید کرتے ہین اس سبب سے ناواقف
لوگ ایسے لوگون کو مرشد اور صوفی جانتے ہین اور سچے صوفی جو سنت کے تابع اور تقوے مین
کامل ہین اور حقیقت مین وے مرشدی کے قابل ہین سو اُنکو نہین پہچانتے ہین ایسا حال
دیکھکے اپنے زمانے مین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تصوف کے رسالے
جو نہایت معتبر ہے فرمایا کہ صوفیہ کے طریق پر چلنا درست نہین ہی مگر اُسکے بعد کہ پہلے اُنکا
عقائد اور اُنکے ظاہر اور باطن کے آداب پہچان لے اور اُنکے محاورے کی بولیون کو سمجھ
اور اُن کے کلام مین اُنکی اصطلاحات کو جاننا ہوتا کہ اسکو صوفیہ کے قدم بقدم چلنا اور اُنکے
افعال اور اقوال مین اُنکی پیروی کرنا ٹھیک پڑے کیونکہ اسوقت مین یہ حال ہی کہ جھوٹے
دعوے کرنیوالون کی کثرت سے محقق لوگون کا حال پوشیدہ ہوگیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ
مفسدون کا فساد مفسدون ہی پر جا پڑتا ہے اور اُنکا فساد نیک لوگونکی نیکی مین عیب نہین لگ
سکتا انتہے سچ ہے جو چاند پر خاک پھینکتا ہے اُسکے منھ پر خاک پڑتی ہے مگر نادان لوگ
بسبب ناواقفی کے سچے مرشد کی صحبت کے فائدے سے محروم رہتے ہین اسواسطے اس
ملک اور اسوقت مین صوفی اور تصوف کی حقیقت اور تصوف پر عمل کرنے کا طریقہ اور صوفیہ کے

علم اور عقاید اور اُنکے ظاہر اور باطن کے آداب اور اُنکے محاورے کی بولیون اور اُنکی اصطلاحات کا بیان کرنا مناسب جانا اور اس بات مین اللہ تعالے سے مدد مانگا اب پہلے جاننا چاہیئے کہ مشکوۃ مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین جو پہلی حدیث جسکو سارے محدثین نے صحیح کہا ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُسکو حدیث جبرئیل کہتے ہین اور ام الاحادیث اور اُم الجوامع بھی کہتے ہین اسواسطے کہ جتنے علم حدیثون سے معلوم ہوتے ہین سو سب اُس حدیث مین پائے جاتے ہین وہ حدیث پوری جو چاہے سو مشکوۃ مین دیکھ لے اُس حدیث مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام اور ایمان اور احسان اور قیامت کی نشانیونکا سوال کیا ہے اور آن حضرت نے جواب دیا ہے سو اس مقام مین چونکہ تصوف کا بیان منظور ہے اسواسطے جس سوال اور جواب سے تصوف ثابت ہوتا ہے اُسکو ہم لکھتے ہین وہ یہ کہ اسلام اور ایمان کے سوال کا جواب پانے کے بعد جبرئیل نے پوچھا کہ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ پھر خبر دو مجکو احسان کی حقیقت کی فرمایا یہ کہ بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح پر کہ گویا کہ دیکھتا ہے تو اُسکو اور اسمین شک نہین کہ جسکا یہ حال ہو گا وہ نہایت ہیبت اور تعظیم اور اللہ کو نہایت بزرگ جاننے اور خشوع اور خضوع یعنے عاجزی اور فروتنی اور حیا اور شوق اور ذوق اور محبت اور انجذاب یعنے اللہ کیطرف کھچنے کیحالت مین ہو گا اور یہ مقام مشاہدہ اور ذوق اور حضوری کے دربار مین ڈوبنے کا ہے اور اُس مرتبہ سے نیچا مرتبہ مراقبہ کا ہے وہ کیا ہے کہ بندیکے حال کا علم اور بندے کے حال پر نظر جو اُس معبود کی ہر دم ہے اسسے خبردار ہونا جیساکہ فرمایا پھر اگر نہین ہے تو اس حال کے ساتھ کہ گویا کہ تو اُسکو دیکھتا ہے تو یون جان کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے اس صورت مین بھی بندہ بہت ڈرتا رہیگا اور حرکات سکنات مین احتیاط کرے گا اور اپنے افعال اور احوال کی نگہبانی کریگا اور ادب کے ساتھ رہیگا اور اُسکے دل مین چین ہو گی اور عبادت مین دہنے بائین نہ دیکھے گا انتہے اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان اور احسان کو

جو بیان فرمایا ہی سو اُسکی شرح مین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جان تو کہ دین
کی بنیاد اور اُسکا کمال فقہ پر اور کلام پر جسکو علم عقائد کہتے ہین اور تصوف پر ہے اور اس حدیث
شریف نے ان تینون مقام کا بیان کیا اسلام اشارہ ہے فقہ کی طرف کہ اُسمین اعمال اور احکام
شرعیہ فرعیہ کا بیان ہے اور ایمان اشارہ ہی اعتقادی مسئلون کیطرف جو اصول کلام کے مسئلے مین اور
احسان اشارہ ہے اصل تصوف کی طرف اور اصل تصوف کے معنے صدق توجہ الی اللہ یعنے اللہ
تعالے کی حضوری پر یقین کامل اور تصدیق دلی کا حاصل ہونا اور معبود کے مشاہدہ اور اُسکی ذات
پاک کی حضور مین ڈوب جانا اور ٹکی لگانا اور مشائخ طریقت نے تصوف کے بیانمین جن جن معنون کو
اشارہ فرمایا ہے وہ سب سمٹے اسے معنے سے آملتے ہین اور فقہ اور تصوف اور کلام آپس مین ایک کو
ایک لازم ہین اور ایک سے ایک لگے ہین ان مین سے ایک بھی بے دوسرے کے پورا نہین ہوتا اور
اُسکی صورت نہین ہوتی تصوف کے فقہ کے صورت نہین پکڑتا کیونکہ احکام الٰہی بے فقہ کے پہچانے نہین جاتے
اور فقہ بے تصوف کے پوری نہین ہوتی کیونکہ عمل بے صدق توجہ کے پورا نہین ہوتا اور تصوف فقہ
دونون بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتے مانند روح اور جسم کے کہ دونون مین سے کوئی ایک بے دوسرے
کے موجود نہین ہوتا اور کمال نہین قبول کرتا اسی سبب سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَ
جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ یعنے جس شخص نے تصوف اختیار کیا اور فقہ نہ اختیار کیا تو بیشک وہ
زندیق یعنے کافر ہوا اور جس شخص نے فقہ اختیار کیا اور تصوف نہ اختیار کیا تو وہ بیشک وہ فاسق
ہوا اور جس شخص نے دونون کو جمع کیا اور دونون کے موافق عمل کیا تو وہ بیشک وہ شخص محقق ہوا
اور اُسکو دین حق حاصل ہوا پس کمال جامعیت یہ ہے یعنے دین مین پورا اُترنا اور پورا دیندار
ہونا یہ ہے اور باقی پانون کا پھیلانا اور گمراہی ہے بعد اسکے سارے حدیث کی شرح کے آخر
مین فرماتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ دین بولتے ہین اسلام ایمان احسان سب کو ملا کے اور شریعت
نام ہے اس مجموع کا اور کبھی فقط اسلام کو بھی دین بولتے ہین جیسا کہ اس آیت مین ہی اِنَّ الدِّیْنَ

عِندَ اللّٰهِ الاِسلَامُ دین جو ہو اللہ کے یہان سو یہی مسلمانی حکم برادری اور شریعت بھی کبھی فقط احکام رعیہ فقہیہ کو بولتے ہین جیسا کہ بولتے ہین شریعت اور طریقت اور حقیقت سو یہ تینون بھی شاخین اور ڑے دین کے ہین اور حقیقت بولتے ہین شریعت کی حقیقت کو تا کہ جن چیزون پر ایمان لائے ہین اُنکی حقیقت مجھتین اور جو کچھ سنتے ہین اُسکو ظاہر مین دریافت کرین نہ یہ کہ حقیقت کوئی دوسری چیز ہے شریعت کے لاف حاصل کلام کا دین ایک ہے دین دو نہین ہوتا اور جو شخص کہ اسکے سوا سمجھے سو ظاہر کرے انتہیٰ

س بیان سے معلوم ہوا کہ احسان کا درجہ تصوف پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور دیث مذکور مین احسان کا دو درجہ بیان فرمایا مشاہدہ اور مراقبہ اور مشاہدہ جو ہے سو وہی ایمان تحقیقی ور اصل ایمان ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین اور بخاری مین ہرقل والی حدیث صحیح سے ثابت ہے ہ ایمان کی بشاشت اور خوشی جب دل مین داخل ہوتی ہے تب پھر جاتی نہین اور دلمین جو ایمان اخل ہوتا ہے اسکو حق الیقین کہتے ہین جو مشاہدہ کا اعلیٰ قسم ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ فقہ کے فق عمل بھی بے تصوف کے درست نہین ہوتا تو اب ثابت ہوا کہ مومن کو تصوف پر عمل رنیکی بڑی حاجت ہے اور تصوف پر عمل کرنا بغیر صحبت اور تعلیم مرشد کامل کے جو تصوف سے واقف اور اُس پر عامل ہے ممکن نہین اور یہ بات ظاہر ہے کوئی کام بغیر اُستاد کے نہین آتا یواسطے سلسلہ بیعت کا جاری ہے اور گیارھوین سیپارہ سورہ یونس مین ولی کو دو ایمان اور تقوے جو ذکر فرمایا ہے سو بھی تصوف پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور وقت بھی اکثر بھائیونکو دیکھا کہ تصوف کے علم سے غافل ہین اور اس علم کی طرف متوجہ نہین ہوتے اور جب اُس طرف متوجہ نہین ہین تو وہ علم کہان سے حاصل ہوگا اور اُس علم کے موافق عمل کیونکر درست ہوگا اور یہ بھی دیکھا کہ لوگ مرشد غیر مرشد بھلے برے کو نہین پہچانتے اور یہ بھی نہین جانتے کہ ذکر کسکو کہتے ہین اور ذکر کتنے قسم ہین اور ذکر سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اُسکا انجام کیا ہے اور مرشدی کے قابل کون ہے اور کون نہین ہے اور مرشد کا کیا کام ہے اور اُس سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور صوفی کیسے لوگ ہوتے ہین اور تصوف کی حقیقت کیا ہے

اور تصوف کا موضوع کیا ہے یہ سب نہ جاننے کے سبب سے اکثر عوام لوگ بلکہ کبھی کبھی خاص لوگ بھی کسی کسی مقام مین دھوکا کھا جاتے ہین یہانتک کہ جو شخص کہ تصوف سے اور صوفیہ کے علم اور اُنکی اصطلاحات سے بھی مطلق واقف نہین ہے اور تصوف کے موافق عمل کا تو کیا ذکر ہے ظاہری عمل بھی اُسکا ٹھیک نہین یہانتک کہ لباس ظاہری بھی خلاف شرع ہے اور جیسا لباس شرع مین منع ہے ویسا لباس پھرتا ہے کھلم کھلا بدعت مین گرفتار ہے ایسے شخص سے لوگ بیعت کر لیتے ہین اور ایک قسم کے قصہ خوان لوگ ہین کہ اُنکے پاس وعظ کی کتاب بنی ہے اُسمین عجیب وغریب قصے کہانی اور مثالین لکھی ہین گانون گوئین مین اُسکو سنا کے آدمی کو کبھی رولاتے ہین اور کبھی ہنساتے ہین اور اُسمین اکثر وضعی اور جعلی باتین بھری ہین اسکو وے لوگ حدیث کہہ کے بیان کرتے ہین پھر جاہل لوگ اُنکا وعظ اور اُنکی خوش تقریر سنکے اُنکو عالم جان کے اُن سے مسئلے پوچھتے ہین تب وے دغاباز اُنکو اُن مسئلون کا غلط جواب جو مذہب اور عقیدے کے خلاف ہے دیتے ہین اور ان دغابازون کے سبب سے اس ملک مین طرح طرح کا فساد برپا ہوا ہے اگر اسلام کا بادشاہ اور قاضی ہوتا تو ان دغاباز قصہ خوانون کی بڑی سزا اور تعزیر کرتا سو لوگ ان قصہ خوانون سے بھی مرید ہو جاتے ہین اور ایک قسم کی عورتین ہین کہ وے ایک نیلے کپڑے مین ایک صندوق باندھے ہوئے سر پر لئے پھرتی ہین اور اُسکو بی بی ڈولا کہتی ہین اور اُنکے پاس ایک کتاب ہوتی ہے اُسمین دوزخ اور بہشت اور میزان اور پلصراط اور فرشتون وغیرہ وغیرہ چیزونکی تصویر لکھی ہوتی ہے اور وہ عورتین حجرہ کھلاتی ہین لوگونکے گھر مین جاکے عورتونکو ڈرا کے کچھ کما لیتے ہین سو اُن قصہ خوانون کا ایسا ہی حال سمجھو اور سنا ہے کہ یہ عورتین اُنھین قصہ خوانون کے قوم کی ہوتی ہین تعجب نہین کہ یہ بات سچ ہو اور اکثر نادان لوگون کا یہ طور ہے کہ اُنکے قدیم بزرگون کے جو پیر تھے اُنھین پیر کے گھرانے مین جو پیرزادہ ہوتا ہے اُسیکے مُرید ہوتے ہین اگرچہ اُس کے مذہب اور اعمال مین خلل اور ایسا بھی دیکھنے مین آیا کہ جو کوئی شخص جاہل اور خلاف شرع اور مبتدع ہوتا ہے مگر کسی بزرگ کی اولاد مین سے وہ ہوتا ہے اُس شخص سے لوگ بیعت کر لیتے ہین اور جب اُس کا کوئی حال پوچھتا ہے تب کہتے ہین کہ

سبحان اللہ انکو کیا پوچھنا ہے یہ حضرت مخدوم شاہ فلانے کے فرزندون مین اور نہایت عالی
نسب ہین چوکو مست انسے مرید ہو لو یہ بعینہ ویسی سمجھ ہے جیسا کہ ایک شہر مین ایک خانساما ن نے
سبھی خانساما ن لوگ کو جمع کر کے اپنی لڑکی کی نسبت کیواسطے مشورہ پوچھا کہ فلانے خانساما ن کے
بیٹے کی نسبت میری بیٹی سے آتی ہے آپ لوگ کیا فرماتے ہین تب خانساما ن لوگ بولے کہ وہ فلانے
صاحب کا خانساما ن ہے اور وہ صاحب بڑے ... پ کا بیٹا ہے اُس کا اسقدر روپیہ جمع ہے اس نسبت سے
کومت اور یہانتک جہالت حد کو پہونچی کہ اپنے پیر زادون کو بعضے بڈھے خیر خواہ مُرید بُرا
کہتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ دادو نکا نام ڈوبایا اور او نکو نصیحت کرتے ہین کہ اپنا طور
اچھا بناؤ نہین تو مرید لوگ چھوٹ جاوینگے اور اُن پیر زادون کو نہایت ذلیل جانتے ہین مگر باوجود
اسکے جب مرید ہو نیکو ہوتے ہین تب بڑی تیاری کا کھانا کر کے برادری کو جمع کر کے اُنہی
ذلیل پیر زادے کو بلا کے مرید ہوتے ہین اور ایکروز کے واسطے اُسی کے معتقد بن جاتے
ہین اور یہ جہالت بعینہ ہندؤن کی سی ہے جیسے وے لوگ برہمنون کے معتقد ہوتے اور
برہمن کے فعل سے اُنکو کچھ غرض نہین ہوتی ویسا ان لوگون کا حال ہے یہانتک کہ بے
نمازی یا اپنے مذہب کے خلاف شخص کے مرید ہو جاتے ہین اور باوجودیکہ جانتے ہین
کہ اس کا مذہب دوسرا ہے بلکہ کہتے یہی ہین کہ انکے باپ بڑے مضبوط سنت وجماعت تھے
یہ تھوڑے روز سے بگڑ گئے ہین مگر ایسے شخص سے مرید ہوتے ہین اور بعضے نادان اپنی یا اپنے
لوگون کی بیماری مین یا مقدمہ لڑنے مین یا اور دوسری حاجت دنیاوی کے وقت کسی مکار بے
نمازی یا کسی گنجھے بھنگی فاسق بدعتی بلکہ شرک مین گرفتار شخص سے وعدہ کرتے ہین کہ اگر یہ بیماری
دفع ہو اور یہ مطلب پورا ہو تو ہم آپکے مرید ہون پھر اپنا مطلب حاصل ہونے سے نہایت معتقد
ہو کے اُس شخص سکے مرید ہوتے ہین اور جیسے مرشد سے بیعت کرنا شریعت سے ثابت ہو ویسے
مرشد سے پھر دُھرا کے بیعت نہین کرتے گویا بیعت کو ایک رسم جانتے ہین اور سمجھتے ہین کہ جب
کسی سے بیعت کر لیا بلس رسم ادا ہو گئی اور کوئی اپنے بدعتی خلاف شرع پیر سے بیعت کر کے

پستا تا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا تو مدت سے فلانے عالم اور بزرگ سے بیعت کرنے کا تھا اور فلانے
سے ہو گئے سو کیا کرین اب تو مرید ہو پڑے مگر بیعت نہین دھرا تا اور طریقت کے پیشواؤن سے انے
جو دو چار یا زیادہ مرشد سے بیعت کیا ہے باوجودیکہ اُنکے سب مرشد اچھے تھے اس کا مطلق خیال نہین
کرتا کوئی ایسا نادان ہے کہ اُسکا اعتقاد سچے مرشد سے بیعت کرنے کا دل و جان سے ہوتا ہے مگر اُسکے
بزرگون کے مرشد کے خاندان مین سے کوئی شخص جاہل اور خلاف مذہب اور فاسق اور بے نمازی
شرک مین گرفتار اُسکو دھمکاتا ہے کہ اگر دوسری جگھ مرید ہو گئے تو خراب کر ڈالونگا اور راندونگا
تب وہ نادان ڈر کے مارے سچے مرشد سے بیعت نہین ہوتا اور اُس جاہل کو اتنا بھی نہین کہتا
کہ تو تو آپ راندا ہوا خراب ٹھگی کرتا پھرتا ہے تو ہمکو کیا خراب کریگا اور کیا راندے گا اگر تجھ مین
کچھ قدرت ہے تو اپنے اوپر سے ان سب بلا کو دور کر اور جو لوگ حضرات کرتے ہین اور اُسکی حقیقت
یہ ہے کہ وے لوگ کسی شرک کے عمل مین گرفتار ہو کے جنات سے دوستی پیدا کرتے ہین ایسی
جسکے ہاتھ مین ایک کاغذ کا پرچہ دیکے بٹھلاتے ہین اسکی نظر مین طرح طرح کے خیالات دکھائی پڑتے
ہین سوار نظر آتے ہین اور مریض پر جو بھوت لگا تا ہے اُسکو پکڑ لاتے ہین اور باندھتے ہین یا شیشے
مین قید کرتے ہین سو شریعت مین انکو کاہن کہتے ہین اور ہندؤن کی زبان مین اوجھا اور فال
دیکھ کے غیب کی بات جھوٹھ موٹھ بتاتے ہین انکو شریعت مین منجم کہتے ہین اور یہ دونون قسم کے
لوگ شریعت مین کافر ہین اسمین کسی عالم کا اختلاف نہین سو ایسے لوگون سے بھی جاہل لوگ مرید ہوتے
ہین سبحان اللہ لوگ مرید ہوتے ہین اور بیعت توبہ کرتے ہین ایمان کامل حاصل ہونے اور کفر شرک اور
گناہ چھوڑنے کے واسطے اور یہ جھوٹا جاہل تو خود کفر اور شرک کا کام کرتا ہے کہ اُچھائی کرتا ہے اور
اُسکا نام حضرات کرنا رکھتا ہے اور نجوم کی کتاب کو فارسی کا لباس پہرا کے اُسکو فال کی کتاب کہتا ہے
اور اُسپر عمل کرتا ہے ایسے شخص سے مرید ہونا اور اُسکی بات پر یقین کرنا کفر ہے بھلا اہل اسلام مین
مرشد کی اور سچی دعا کی کونسی کمی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہندؤنکی صحبت کے سبب سے جاہلون
خصوصاً اُنکی عورتون کے عقیدے مین فساد آگیا ہے اور اس کفر کی بات پر بڑا اعتقاد رکھتے ہین

اور ایسے شخص کو بیماری کی بیقراری مین بہت کچھ دیتے ہین اور ایسے شخص کے پاس جانیسے اگر کوئی منع کرے تو چھپ کے آتے ہین اور ایسے شخص کے پاس جاہل ضعیف الایمان مسلمانون اور کافرون کا بڑا جماؤ رہتا ہے خصوصًا عورتون کا اور سچے مرشد کے پاس آنے سے جاہلونکو نفرت ہوتی ہے تب ان مکارون نے دنیا کمانے کے واسطے دینی کتاب کو صاف جواب دیا اور اس کفر کی بات مین جاہلونکو پھنسایا دیکھو کسقدر نادانی پھیل گئی ہے اور کوئی ایسا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور حضرات صوفیہ کے تعلیم کے طور کے نہ جاننے کے سبب سے اُسکو یہ وہم آگیا ہے کہ مرشد کامل جو ہوتا ہے سو تصوف کے باریک مسئلے مرید کو زبان سے نہین بتاتا بلکہ مرید کو ایسا توجہ دیتا ہے یا ایسی ایک نگاہ کرتا ہے کہ مرید پر سارے مسئلے کھل جاتے ہین اور کہتا ہے کہ اس زمانے مین ایسا مرشد نایاب ہے اور بعضے لوگ جانتے ہین کہ تصوف کی باتین چھپانے کے قابل ہین اور اُس کا افشا کرنا اور مجلس مین بیان کرنا درست نہین اُن باتونکو مرشد کانون کان مرید کو بتاتا ہے اور یہ سب اہل جہالت اور دین کے احکام سے واقف نہونے کا باعث ہے جیسا اور سب مسئلون کا بیان کرنا اور ناواقفونکو اُسے واقف کرنا عالمونپر فرض ہے ویسا تصوف کے مسئلونکا بھی حال ہے فقہ عقائد تصوف سب حدیث اور قرآن کے مضمون ہین اُسکے چھپانے کی کیا وجہ ہان عین العلم مین یہ البتہ ہے کہ خواص لوگ اللہ تعالے کے حقائق صفات کو عوام سے اُنکی فہم کے لائق بیان کرین یہ کسی کتاب مین نہین ہے کہ بالکل چھپاوین اور تصوف کا اصل مسئلہ تو توحید ہے سو اُسکو پانچون وقت موذن کو بآواز بلند پکارنے کا حکم ہے یہ بات بھی ہندؤن سے سن کے کہتے ہین ہندؤن کا گرو کان مین اپنا منتر کہہ دیتا ہے معاذ اللہ کیسا کیسا افترا اور فساد دین کے دشمنون نے عوام مین پھیلا دیا ہے ہان یہ البتہ ہے کہ اللہ تعالے کے اسرار اور پوشیدہ بھید کے علم سے ہر کوئی واقف نہین اُس علم کو اللہ تعالے بڑے بڑے خواص اولیاء اور درویشونپر ظاہر کرتا ہے سو اس علم کے چھپانے کا بھی حکم نہین بلکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب وے اُس علم کا بیان کرتے ہین تب اُس کا انکار نہین کرتے مگر جو لوگ اللہ سے غافل ہین جیسا کہ دوسری فصل مین وہ حدیث لکھین گے

انشاءاللہ تعالےٰ غرض ایسے ایسے وہم اور جہالت کے سبب سے لوگ علم تصوف کو بے کام جانتے
اور تصوف کے علم کو جو احسان کے بیان ہے خلاف شرع سمجھ کے اُسکی کتابونکو نہین دیکھے
اور مرشد صاحب تاثیر کی صحبت اور بیعت کی برکت اور فائدہ حاصل کرنے سے محروم رہتے
ہین اور صوفی لوگونکی عادت ہے کہ اپنے تئین سب سے بُرا جانتے اسیکے خلاف جو لوگ شرک اور
بدعت کے منع کرنیوالے مرشد اور دیندار علماے آخرت پر طعن کرتے ہین اور باوجودیکہ تصوف سے
کچھ واقف نہین ہین مگر عوام فریب باتونکے زور سے مرشد اور درویش بن جاتے ہین مثلاً کہتے
ہین کہ دیکھو دو کوڑی کے شیشہ سے آگ لگ جاتی ہے اور بڑے بڑے قیمتی جواہر ہیرے لعل
زمرد سے آگ نہین لگتی سو ہم دو کوڑی کے شیشے فقیر مسکین ہین یہ معرفت کی راہ ہم سے ملیگی
عالم لوگ اور بڑے بڑے مرشد اور مولانا بڑے آدمی اور ہیرے لعل ہین وے قرآن کے ورق
اُلٹا کرین اُنکے پاس کیا ہے اور انسے معرفت سے کیا علاقہ اُنسے یہ راہ نہ ملیگی سو لیسے مغرور لوگون کے
لوگ معتقد بن جاتے ہین حالانکہ ایسے لوگ اپنے غرور کے سبب سے دو کوڑی کے شیشہ بھی نہین اور
درویشی کی راہ سے بہت دور پڑے ہین کیونکہ درویش لوگ اپنے تئین سچ مچ سے بُرا جانتے
ہین ہان کافر اور مشرک اور فاسق اور بدعتی کو شرع کی اتباع کر کے بُرا کہتے ہین تاکہ لوگ اُنکی راہ
اور چال سے نفرت کرین تعرف مین لکھا ہے کہ فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ سے عرفات مین
ذی الحجہ کی نوین کے شام کو کسی نے کہا کہ لوگونکا حال کیسا دیکھتے ہو کہا کہ سب کے سب بخشے
گئے ہین اگر مین انمین نہوتا یعنے چونکہ مین انکے درمیان ہون اسلئے انکے مغفور اور بخشے
ہونے مین کچھ شبہہ ہو تو باقی ان سب کے مغفور ہونے مین کیا شک ہے اور یہ لوگ کیا اچھے نیک
پاک تھے انکی جماعت مین کچھ گنہگار کے ہونے سے داغ لگا اور سری سقطی نے کہا کہ مین ہر روز کئی بار
آئینہ دیکھا کرتا ہون اس خوف سے کہ کہین میرا منھہ سیاہ تو نہین ہوا اور یہ بھی کہا کہ مجکو یہ بات
پسند نہین کہ جہان لوگ مجکو پہچانتے ہین وہان مین ہون اس خوف سے کہ کہین مجھکو زمین قبول
نکرے اور قبر سے باہر نکال پھینکے تو مین فضیحت ہون انتہے اور بعضے لوگونکو دیکھا کہ دو تین

مہینے یا دو تین برس کسی بناوٹ والے کی خدمت مین دن رات ذکر سکھتے رہے جب اُنسے مشاہدہ کی
حقیقت اور ذکر کا انجام پوچھا تو اُسکا جواب مطلق نہ دے سکے اور کہا کہ بھلا تھوڑے دن مین یہ باتین
کسطرح معلوم ہو تین سبحان اللہ ایمان تحقیقی جسکو مشاہدہ کہتے ہین ان لوگونکے نزدیک ایسا مشکل ہوا کہ
اُسکی حقیقت دو تین مہینہ اور دو تین برس مین مرشد سمجھا نہ سکا بھلا اُسکا حاصل ہونا کتنی مدت مین
ہوتا ہو گا حالانکہ یہ مضمون ایک دو روز تا عشرہ مین مرشد سمجھا دیتا ہے اور مرشد کی مجلس مین اور
وعظ مین اور ذکر فکر تعلیم کے وقت اور نماز روزے تلاوت کی تعلیم کے وقت اسی مضمونکا چرچا رہتا ہی
ہان اُسکا حاصل ہونا عنایت الٓہی پر موقوف ہی اور اُسکے حاصل ہونیکے اسباب حق سبحانہ تعالےٰ نے
مقرر کیا ہے اور اُسکو ہم مقدمہ مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ اُنھین اسباب کی قوت سے سلوک
کرنا اور اللہ کی راہ مین مشاہدہ کی طلب مین چلنا ہوتا ہے سو اُن باتونکو مرشد ایک ساعت مین
سمجھا دیتا ہے اور مرید کو اتباع کی راہ چلاتا ہے تب اتباع کی برکت سے مرشد کی توجہ اور تعلیم کی
تاثیر جلد ہوتی ہی اور چند روز مین طلب سلوک مین پورا اُتر جاتا ہے یہ تو دین اور شریعت کا ضروری
مسئلہ ہے جیسا اور سارے مسئلونکے سمجھانے اور عمل کرنے کا حال اور طور ہے ویسا اس کا بھی
مگر اسمین شبہہ نہین کہ ہر عمل کرنیوالونکے درجے مین تفاوت ہوتا ہے کوئی بڑا درجہ پاتا ہی کوئی کم جیسے
کوئی گزہی گاڑھا پہن کے گذران کرتا ہے کوئی مشروع گلبدن کمخاب اور کوئی بوریا ہی بن کے
ہان جیسے جیسے عمل کرتا جاتا ہے ویسے ویسے درجے مین ترقی ہوتی جاتی ہے اور بندے اور
حق سے تو زندگی بھر معاملہ رہتا ہے مگر مرشد کا جو کام ہی سو اُسّے چند روز مین فراغت ہو جاتی ہی
جسطرح نماز روزہ جیسا کہ اُسکے ادا کرنے کا حق ہے چند روز مین اُستاد تعلیم کر دیتا ہے تب بندہ
اُسمین زندگی بھر لگا رہتا ہے اور بندے کا درجہ بڑھتا جاتا ہے ہر وقت اور زندگی بھر اُستاد اور
مرشد کو کون بغل مین لئے پھرتا ہے باقی اسمین شک نہین کہ اس راہ کے بڑے درجے والے
ہزارون مین ایک ہوتے ہین اور اُنکی شناخت تصوف کی کتابون مین موجود ہے سو لوگ اُسکو
نہین دیکھتے قصہ کہانی پر بھولتے ہین اور اندھیرے مین سانپ کو پھول کا ہار جانکے گلے مین ڈال

لیتے ہین غرض ایسی سمجھ اور غفلت دین مین نقصان کی باعث اور ایمان تحقیقی اور تقوی حقیقی سے محروم رہنے کی نشانی ہے اسواسطے مسلمانونکی خیر خواہی کی راہ اور محبت کے جوش سے اب یہ خاکسار علی جونپوری معروف کرامت علی اللہ سبحانہ کے طالبونکے فائدے کے واسطے بلکہ حقیقت مین اپنے ہوش درست ہونے اور یقین کامل حاصل ہونے اور غافلونکے ہوشیار کرنیکے واسطے اس رسالہ زاد التقویٰ مین ایسا مضمون جنکے لکھتا ہو کہ اُسکے سمجھنے اور اُسمین نظر انصاف سے غور کرنے سے اور اُسکے موافق ذکر اور مراقبہ اور تلاوت اور طہارت اور طاعت مین لگے رہنے سے بہت آسانی کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ کی ذات اور صفات کو قرآن اور حدیث کے موافق جیساکہ پہچاننے کا حکم ہے پہچان جاویگا اور ایمان تحقیقی اور مشاہدہ اور قرب حاصل ہوگا اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مضمون فہم مین آجاویگا اور جب اللہ سبحانہ چاہے گا تب اُس مقام پر پہونچاویگا اور علماے دنیا علماے آخرت بن جاویگا اور شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کے معنے کھل جاوینگے اور اپنے دین اور مذہب پر لوگ مضبوط ہو جاوینگے اور جو لوگ نفس اور شیطان کے فریب مین گرفتار ہین انشاء اللہ تعالیٰ نفس اور شیطان پر غالب ہو جاوینگے اور بھلے بُرے پہچان پڑینگے اور کون شخص مرشدی کے قابل ہے اور کون نہین صاف معلوم ہو جاویگا اور مرشد کی صحبت اور تعلیم سے جو فائدہ ہوتا ہے اور مرشد کی تعلیم کا جو طور ہے اور ذکر کتنا قسم ہے اور ذکر سے جو فائدہ ہوتا ہے اور ذکر کا جو انجام ہے اور کون سچا ذاکر ہے اور کون جھوٹا اور نسبت کیا چیز ہے اور صاحب تاثیر کیسا شخص ہوتا ہے اور اُسکی تاثیر سے کیا حاصل ہوتا ہے اور حال اور مقام اور توبہ نصوح اور محاسبہ اور مراقبہ وغیرہ مضمون تصوف کا یہ سب معلوم ہو جاویگا اور جاہل لوگ جو کہتے ہین کہ حقیقت خلاف شریعت کے ہے اس بات کا جھوٹھ ہونا بھی ثابت ہو جاویگا اور لوگ یہ سمجھ کے کہ مشاہدہ کیسکو حاصل نہین ہوتا اور وہ بڑی مشکل راہ ہے اُسکے واسطے بال بچے اور سارا کارخانہ چھوڑنا ہوگا اور مشاہدہ کے معنے اور اُسکی حقیقت نہ سمجھنے کے سبب سے جو مشاہدہ حاصل کرنے سے کمر کھول بیٹھے ہین اور اُسکے حاصل ہونے کی راہ جو صاف صاف قرآن مجید

اور حدیث شریف اور تصوف کی کتابون مین موجود ہے اُس پر خیال نہین کرتے اور بعضے لوگ
اپنے وہم کے پیچھے پڑ کے کوئی ملحد فقیر یا دیوانہ جو اس راہ سے بے راہ اور دور پڑا ہے اور اُسکا عمل
سراسر خلاف شرع ہے یا ہندو جوگی جو نرا کافر ہے اُسکے پیچھے پڑتے ہین کہ یہ شخص اللہ سے ملادے گا
جہانتک نوبت پہونچتی کہ اُس فقیر ملحد یا اُس دیوانے یا اُس جوگی کے کہنے سے گانجا بھانگ یا شراب
پی لیتے ہین یہانتک کہ بعضے وضو غسل روزہ نماز چھوڑ دیتے ہین اور جیسی منقول نہین ویسی ذکر
دیکھ کے بعضے لوگ معتقد بن جاتے ہین مثلاً کوئی قمری کیطرح سے آواز نکالتا ہے یا کوئی آرے کی
سی آواز نکالتا ہے یا کوئی ناک سے جھاڑو دینے کی سی آواز نکالتا ہے یا کوئی مونھ بند کرکے چھاتی کے
اندر سے آواز نکالتا ہے ایسے لوگونکے معتقد بن جاتے ہین اور بعضے لوگ جوگیون کا شغل سیکھ کے
فخر کرتے ہین کہ ہمکو جوگیون کا شغل بھی معلوم ہے اور یہ کمال جہالت ہی اور اسلام مین ضعیف اور
کچے رہنے کی نشانی کیونکہ کافر کے پاس اللہ کے ملنے کی اگر راہ ہوتی تو وہ کافر نہ رہتا اور دوسرے
یہ کہ اہل اسلام کے پاس شغل کی کونسی کمی دن ہے جو کافر سے شغل سیکھنے کی حاجت پڑی اہل اسلام
تو توریت اور انجیل جو اللہ کی کتاب اور سچا کلام ہے اُسکے محتاج نہین کیونکہ قرآن شریف نے
اور سب کتابونکی حاجت کو باقی نرکھا اور توریت انجیل والے بھی قرآن شریف کے محتاج ہین
تو اہل اسلام جوگیونکے شغل کے جو نرے کافر اور بے کتاب ہین کب محتاج ہونگے اور بعضے
لوگ سن لئے ہین کہ ذکر اور شغل کا انجام یہ ہے کہ انحد باجا سُن پڑتا ہے اور یہ بات محض بے
اصل اور دین کے خلاف اور شیطان کا وسواس ہے اور یہ بات بھی کفار سے سُن کے کہتے
ہین سالک کو کھیل باجے سے کیا کام سوا اس رسالہ کو دیکھ کے یہ سب لوگ بھی ہوشیار ہوجاوینگے
اور یہ بات مشہور ہے کہ درویشی کا علم سینہ بسینہ چلا آتا ہے سفینہ مین یعنے کتاب مین نہین ہے
سو اس جھوٹ کی حقیقت بھی معلوم ہوجاویگی اور بعضے نادانون نے جو اپنے شعر مین اللہ سبحانہٗ
کی شان مین بے ادبی کر کے اہل اسلام کے عقائد کے خلاف کہا ہے کہ یہ بڑا تعجب ہے کہ بوند
مین سمندر سماتا ہے یعنے مخلوق مین خالق سمایا ہے سو اس بات جھوٹھ اور کفر کی بات ہونا بھی

کھل جائیگا اور دین کے پیشوا اور اماموں نے جو کئی مرشد سے بیعت کیا اور طریقت سیکھا ہے سو اُنکے خلاف جو بعضے نادان کہتے ہین کہ مرید ایک شخص سے ہووے اور پیر ایک شخص کو کرے اور طالب جتنی جگھ چاہے اُتنی جگھ ہووے اور مرشد جتنے شخص کو چاہے اُتنی شخص کو کرے حالانکہ مرید اور طالب اور پیر اور مرشد ایک ہی ہے یہ فقط شیطانکا وسواس ہے سو یہ وسواس بھی دفع ہو جاویگا اور معلوم ہو جاویگا کہ بیعت کا دُہرانا کس وقت مین اور کسکے واسطے درست ہے اور کیسکے واسطے درست نہین اور بعضے لوگ نکے دلمین جو شک گذرتی ہے کہ تفسیر حدیث فقہ عقائد تصوف کی کتابون مین سب کچھ موجود ہے وہ کونسی بات ہے جسمین مرشد کی حاجت ہوتی ہے سو یہ شک بھی بخوبی دفع ہو جاویگی **مقدمہ پہلا** جاننا چاہیے کہ جس علم مین جس چیز کی بحث اور بیان ہوتا ہے وہی چیز اُس علم کی موضوع کہلاتی ہے جیساکہ علم نحو مین کلمہ اور کلام کی بحث اور بیان ہوتا ہے اسواسطے علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام کہلاتا ہے ویساہی علم صوفیہ کا موضوع افعال قلبیہ ہے اُسیکو وجدانیات بھی حضرت ملا نظام الدین قدس سرہ نے شرح مسلم الثبوت مین اوائل کتاب مین ایساہی فرمایا ہے اور اسی افعال قلبیہ کو احوال بھی کہتے ہین جیساکہ افعال جوارح کو اعمال کہتے ہین اسی مضمون کو تعرف مین علوم صوفیہ کے بیانمین فرماتے ہین کہ علوم صوفیہ کا علوم احوال ہے یعنے علوم تصوف مین احوال کا بحث اور بیان ہوتا ہے اور احوال جو ہین سو میراث ہین اعمال کے اور احوال کا وارث وہی شخص ہوتا ہے جو اعمال کو ٹھیک اور درست کرتا ہے اور اعمال کے ٹھیک اور درست کرنیکا شروع اُس اعمال کے علمونکا یعنے احکام شرعیہ فقہیہ پہچاننا ہے اصول فقہ سے یعنے قرآن حدیث اجماع قیاس سے اور وہ اعمال یہ ہین صلوۃ اور صوم اور سارے فرائض یہانتک کہ علم معاملات بھی اسمین داخل ہین جیساکہ طلاق اور نکاح اور بیع کے احکام اور بالکل جو کچھ اللہ تعالےٰ نے واجب اور مستحب فرمایا ہے اور امور معاش مین سے جسکے علم سے بندیکو لاپرواکرنا درست نہین ہے وہ سب کے سب سارے احکام شریعت کے علم مین داخل ہین اور یہ سب علوم سیکھنے کے ہین انتہے اور تصوف کی کتابون مین جو کچھ کلمات اشارہ کا بیان کرتے ہین مثل جمع تفرقہ تجلی استتار تجرید تفرید وجد وجود تواجد غلبہ

مسادة شکر صحو محو اثبات علم الیقین عین الیقین حق الیقین وقت غیبت شہود ذوق شرب ری محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ طوارق بواد ی بوادہ واقع قادح طوالع لوائح طوایح تلویح تلوین تمکین نفس کے اور جو کچھ مقامات کا بیان کرتے ہین مثل توبہ ورع التقوی زہد صبر فقر شکر خوف رجا توکل رضا و تواضع خشوع اخلاص یقین ذکر وغیرہ کے اور جو کچھ احوال کا بیان کرتے ہین مثل محبت انس حیا و اتصال قبض بسط فنا وغیرہ کے سو سب احوال قلبی ہین جیسا کہ آگے چل کے معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالی انھین احوال کے درست کرنے کے واسطے سلوک الی اللہ اختیار کرنا ہوتا ہے کہتے ہین اللہ کی راہ چلنے کو اور سالک کہتے ہین اللہ کی راہ چلنے والے کو اور سالک کو اہل طریقت بھی کہتے ہین اور سلوک اور طریقت اور سلوک اور اہل طریقت ایک ہی اب سلوک کی حقیقت فتح العزیز کے مضمون سے دریافت ہو گی سنو سلوک الی اللہ بولتے ہین اپنے پاس اللہ تعالی کی حضوری طلب کرنے کو یعنے سالک اُسی راہ چلے کہ اُس راہ کے چلنے سے سالک کا ایسا حال ہو جاوے کہ اللہ تعالے ہر دم حاضر اور موجود اور پاس اور ساتھ معلوم ہو اس طور پر کہ گویا کہ اُسکو دیکھتا ہی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کبار کا حال تھا اور یہی مقام مشاہدہ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالے جسمیت اور اُسکے سارے لوازمے سے پاک ہے اسیواسطے اُسکا حاضری معلوم ہونا بندے کے پاس تین طریق مین سے ایک طریق کے ساتھ ہو سکتا ہے اور تینو مین سے ایک بھی نہو تو اُسکا حاضر معلوم ہونا ممکن نہین پہلا طریق تصور ہی جسکو عرف شرع مین تفکر اور اہل سلوک کے اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی بولتے ہین دوسرا طریق ذکر ہے یعنے اللہ سبحانہ کو یاد کرنا تیسرا طریق اسکے کلام کی تلاوت ہے اور چونکہ پہلا طریق یعنے مراقبہ بھی حقیقت مین ذکر اور یاد قلبی ہی اسیواسطے کبھی ذکر کو بھی پہلے طریق یعنی مراقبہ کے شامل سمجھتے ہین یعنے ذکر اور مراقبہ کو ایک جانتے ہین اور اللہ تعالے کی حضوری طلب کرنیکی راہ کو اعتقاد کرتے ہین کہ دو امر مین منحصر اور موقوف ہی ذکر اور تلاوت قرآن مین لیکن ذکر شامل ہی زبانکی ذکر اور دلکی ذکر دونوںکو سوا ے اللہ تعالی کی حضوری اسطرح حاصل ہوتی ہی کہ بے وسیلہ لفظ کے دل سے ذکر کرے یعنے اللہ کو دل سے یاد کرے

یا کسی ایسی لفظ کے وسیلہ سے زبان سے ذکر کرے کہ اُس لفظ کے بولنے سے اللہ تعالیٰ کی
ذات پاک سمجھ مین آجاوے مثلاً لفظ اللہ یا صمد یا سمیع یا بصیر وغیرہ کا کہ اُس لفظ کے بولنے کے
ساتھ ہی اُس ذات پاک کو سمجھ جاتا ہی سو اس دونون طرح کا ذکر کرنا موجب التفات مدرکہ کا طرف
اُس سبحانہ و تعالے کے ہی ذکر کہتے ہین اُس مقام کو جسمین عقل ہو یعنے اُس دونون طرح کے ذکر کرنیسے
اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی طرف عقل التفات کرتی اور متوجہ ہوتی ہے اور جب ذات اُس سبحانہ و
تعالیٰ کی ملتفت الیہ ہوئی یعنے جب اُس ذات پاک کیطرف عقل نے التفات کیا تب وہ ذات
حاضر ہوئی اور عقل کو اُسکے حاضر اور موجود ہونیکا یقین ہوا اور جب اس حاضر ہونیکا یقین ہمیشہ برابر
اُسکو حاصل ہوتا ہے تب حکم ہم صحبتی اور ہم نشینی کا پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بشریت کی
صفات پر غالب آتی ہی یعنے اللہ تعالیٰ کی اخلاق یعنے خصلت کے موافق اُسکی اخلاق ہو جاتی ہے
اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللہِ اپنی خصلت کے موافق بناؤ اس حدیث کا مضمون اُسکے حق مین
صادق آتا ہے اس مضمونکی شرح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسمای صفات ہین مثل رحمن اور رحیم
اور ملک اور قدوس وغیرہ کے سوجب کسی نام کے معنے کو سمجھ کے اور اُسپر اعتقاد کر کے بندہ اپنے سب
کام کو اُس نام والے پر چھوڑ دے اور بالکل اُسکے جناب مین صدق دل سے متوجہ ہو اور اُسی پر
توکل اور بھروسا کرے اور اُسکی غیر سے مدد نہ چاہے اور کیطرف متوجہ نہو تب بندے نے اُس نام کے
ساتھ تعلق پیدا کیا اور جب بندے نے اُس نام کے مضمون کے موافق عمل کیا اور اُس مضمون کے
موافق اپنی خصلت اور حال اختیار کیا تب بندے نے تخلق حاصل کیا بس اسی کو تعلق اور
تخلق کہتے ہین اور تخلق کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے اسمای صفات کے معنے کے
موافق اپنی خصلت اور حال کو درست کرے اور وہ خصلتین اپنے مین حاصل کرے اسکے یہ معنی ہین
کہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا پرتو اور سایہ ایک طور کا بندے کے حال موافق بندے پر پڑ جاتا ہی
مثلاً اسم رحیم کا پرتو بندے پر پڑتا ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے بندونپر رحمت کرنے لگتا ہے
یہانتک کہ اس بندے پر رحیم کا لفظ ظاہر مین بول سکتے ہین اور یہ معنی نہین ہین کہ جیسی صفت

اللہ تعالیٰ کی ہے بعینہ ویسی ہی صفت بندیکی ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے افعال بندیکے افعالکے حاکم ہوجاتے ہین یعنی کوئی کام اپنے ارادے سے تعین کرتا اور اس مضمونکا بیان اس حدیث مین ہے جو مشکوۃ مصابیح مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی پہلی فصل مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بیشک اللہ تعالےٰ نے فرمایا جو شخص کہ دشمن رکھے میرے دوستون مین سے کسی دوست کو تو بیشک اُسکو خبر دیتا ہون لڑائی کی اور میری نزدیکی نہ ڈھونڈھی میرے بندے ساتھ کسی چیز کے کہ محبوب زیادہ اور پسندیدہ زیادہ ہے میرے نزدیک اُس چیز سے کہ فرض کیا ہے مین نے اُسپر یعنی میری نزدیکی ڈھونڈھنا فرض ادا کر کے مجھکو بہت محبوب ہے نفل ادا کر کے میری نزدیکی ڈھونڈھنے سے کیونکہ فرض عباد تونکا ادا کرنا اللہ سبحانہ کے نزدیک بہت محبوب اور پسند ہے اور نفل ادا کر کے نزدیکی ڈھونڈھنا بھی بڑا عمدہ نتیجہ اور بہت بزرگ درجہ رکھتا ہے کیونکہ نفل عبادت سے فرض عبادت کا جو کچھ نقصان ہوتا ہے سو پورا ہوجاتا ہے اور ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی ڈھونڈھا کرتا ہے نفل عبادت ادا کر کے یعنے فرض عبادت جو مجکو بہت محبوب ہے اُسکو تو ادا کرتا ہے اور میری نزدیکی شوق اور محبت کے جوش اور میری عبادت کی لذت سے نفل عبادت جو اُسپر واجب نہین ہے ادا کیا کرتا ہے یہانتک کہ مین دوست رکھتا ہون اُس بندے کو پھر جب مین دوست رکھتا ہون تب مین ہوتا ہون اُس کا کان کہ سنتا ہے اُسی سے اور ہوتا ہون اُسکی آنکھ کہ دیکھتا ہے اُسی سے اور ہوتا ہون اُس کا ہاتھ کہ پکڑتا ہے اُسی سے اور ہوتا ہون اُس کا پانؤن کہ چلتا ہے اُس سے

اور بعضے روایتون مین ہے وَفُؤَادُہُ الَّذِی یَعْقِلُ بِہٖ اور ہوتا ہون اُس کا دل کہ دریافت
کرتا ہے اُس سے وَلِسَانُہُ الَّذِی یَتَکَلَّمُ بِہٖ اور ہوتا ہون اُسکی زبان کہ بولتا ہے اُس سے اور اس حدیث کے
آخر مین بعضی روایتون مین راوی یہ بھی زیادہ کرتا ہے فَبِی یَسْمَعُ پھر مجھ سے سنتا ہے وَبِی یُبْصِرُ
اور مجھ سے دیکھتا ہے وَبِی یَبْطِشُ اور مجھ سے پکڑتا ہے وَبِی یَمْشِی اور مجھ سے چلتا ہے یعنی نہین
سنتا ہے اور نہین دیکھتا ہے اور نہین پکڑتا ہے اور کسی چیز کی طرف نہین جاتا ہے مگر یہ کہ حق کی
خوشنودی اور اُسکی بندگی اُسکے لحاظ مین رہتی ہے اور وہی اُسکی مقصود ہوتی ہے اور اُسکی
ذات پاک اُسکی نظر مین حاضر رہتی ہے اور اس مرتبہ کے اول مین اس بندے سے اللہ تعالے
کی مرضی کے موافق عمل ہوتے ہین کیونکہ اس بندے کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اُس کا حکم بجالاوین
اور اُسکی نزدیکی حاصل کرین اور اس مرتبہ کے آخر مین یہ ہوتا ہے کہ اُسکی توحید مین فنا ہو جاتا ہے
یعنے اُس پاک ذات پر اسکی ٹکٹکی لگ جاتی ہے اور اپنے کان آنکھ ہاتھ پانون دل زبان کا خیال اور
ہوش مطلق نہین باقی رہتا اور جب بندہ اس مرتبہ کو پہونچتا ہے تب اس سبب سے کہ اُس کا [illegible]
فنا ہو جاتا ہے اور نرا بندہ بن جاتا ہے اُسکی دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا اور اگر سوال کرتا ہے اور
مانگتا ہے یہ بندہ مجھ سے بیشک مین اُسکو دیتا ہون جو اُس کا مطلوب ہوتا ہے اور اگر پناہ ڈھونڈھتا
ہے یہ بندہ مجھ سے کسی بدی یا مکروہات سے بیشک پناہ دیتا ہون مین اُسکو اور چونکہ یہ پناہ دینا
اور حدیث کے شروع کا مضمون ولایت اور محبت کے ذکر مین تھا اسواسطے اس حدیث کے آخر مین
بھی وہی مضمون بیان فرمایا جسسے مومن بندے کی ولایت اور محبت سمجھی جاتی ہے فرمایا کہ مین مہربان [illegible]
ہوتا ہون اور توقف نہین کرتا ہون کسی چیز سے کہ مین اُسکو کرنے کو ہوتا ہون یعنے جب مین کوئی کام
کرنیکو ہوتا ہون تب مجھکو تردد نہین ہوتا جیسا کہ مجھکو تردد ہوتا ہے مومن بندے کی جان قبض کرنیسے
کہ مومن بندہ موت کو ناخوش رکھتا ہے یعنے آدمی کی خلقت ایسی آپڑی ہے کہ موت سے خوانخواہ ڈرتا ہے
اور اُسکو موت ناخوش معلوم ہوتی ہے اور مین ناخوش رکھتا ہون اُسکے غمناک کرنیکو اور بعضے نسخون مین
یہ لفظ زیادہ ہے وَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْہُ اور اُسکو موت سے چارہ نہین ہے یعنے مین جو اپنے بندے سے محبت

رکھتا ہون اسواسطے اُسکے مارنے مین تردد کرتا ہون اس سببسے کہ بندے کو موت ناخوش
معلوم ہوتی ہے لیکن موت سے چارہ نہین اور البتہ مرنا ہوگا اور مرنا بھی بڑی بخشش اور بڑے
درجے مین پہونچانے والا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے قرب اور خوشنودی کے مکانمین بندہ جاکے
حاضر ہوتا ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اب جاننا چاہیئے کہ پروردگار تعالیٰ
و تقدس کی شانمین تردد کا لفظ بولنا درست نہین ہے کیونکہ تردد کہتے ہین اس بات کو کہ ایک ہی
کام کرنے اور نکرنے مین دو ارادہ اور خیال دلمین آلگے اور اس لفظ کا بولنا اللہ تعالیٰ کی
شانمین اس راہ سے ہے کہ تردد کا انجام اور نہایت توقف کرنا اور دیر کرنا ہوتا ہے اور اس
کام مین اللہ تعالےٰ دیر کرتا ہے اور اسیطرحسے ہے اور صفات مخلوق کی جو اللہ تعالےٰ پر
بولتے ہین مثل غضب اور حیا اور مکر وغیرہ کے اور اسکے معنے یہ ہین کہ متردد شخص کے توقف
اور دیر کرنیکی طرحسے مین مومن بندیکے کسی کام مین دیر نہین کرتا ہون مگر اُسکی روح کے قبض
کرنے مین کہ اس کام مین مین توقف کرتا ہون یہانتک کہ اُسپر موت آسان ہو جاوے اور اُسکا
دل اُسکی طرف مائل ہو اور اُسکا مشتاق ہو اور موت کے سبب سے مقربین مین داخل ہو اور
اعلی علیین مین جگہ لیوے اور توریشتی نے کہا کہ تردد سے مراد ہے مومن بندے سے موت کی
کراہت کا دور کرنا اپنی لطف اور مہربانی اُس بندے پر ظاہر کرکے تا کہ اُسکے جی سے موت کی
کراہت نکلجاوے یہ حال اسطرحسے حاصل ہوتا ہے کہ مومن بندے کے نزدیک حق تعالےٰ کی
خوشنودی اور بخشش کی بشارت ثابت ہو جاتی ہے اور اس حال کے پہلے بہت سے حال
ہو گذرتے ہین جیسے مرض اور بوڑھاپا اور فاقہ اور جگہ سے ہلنے ڈلنے کی طاقت کا سلب ہونا
اور بلا کی سختیان کہ یہ سب چیزین بندے پر دنیا کی مفارقت کو آسان کردیتی ہین اور دنیا سے
اُسکے علاقہ کو قطع کردیتی ہین یہانتک کہ دنیا سے ناامید ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالےٰ کے
پاس ہے اُسکا امیدوار ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ مذکور چیزونکے سبب سے بخشش اور انعام
باقی رہنے والے کے گھر کا مشتاق ہوتا ہے سو اُس تعالیٰ نے اپنے اسی کام کو تردد کرکے

فرمایا انتہے لیکن تقرب پیدا کرنیکا یہ طریقہ اُس تعالے کی ذات کیواسطے خاص ہی اگر کوئی شخص چاہے
کہ جسطرح سے اللہ تعالے کی ذکر اور یاد کر کے اللہ تعالے سے تقرب پیدا کرتا ہے ویسا تقرب دوسرے
مخلوقات سے پیدا کرے تو یہ ممکن نہین اسکا یہ سبب ہے کہ اسطرح کے تقرب پیدا کرنیکے واسطے جس سے
تقرب پیدا کیا چاہتے ہین اُسکے واسطے دو چیز چاہتی ہی پہلے احاطہ علمی ذکر کرنیوالونکی دل اور زبانکی
ذکر پر اُسکو حاصل ہوتا کہ باوجود مختلف ہونے مکانون اور وقتون اور مدرکون اور زبانونکے ہر ذکر
اور یاد کرنے والے کی دل اور زبان کی ذکر اور یاد کو معلوم کرے دوسرے قوت نزدیک ہونیکی
اور ذکر کرنیوالے کے مدرکہ مین داخل ہونے اور اُس مدرکے کو پُر کرنیکی اُسکو حاصل ہو کہ ذاکر کے
مدرکے مین اُسکے سوا کسیکا خیال باقی نرہے اور ذاکر کی صفت جو ہے جسطرح سُننا دیکھنا پکڑنا
چلنا وغیرہ صفتین اُس صفت کا حکم پیدا کرنیکی قوت اُسکو حاصل ہو کہ عرف شرع مین اسکو دنو
اور تدلی اور نزول اور قرب یعنی خوب نزدیک ہونا اور اُترنا بولتے ہین اور یہ دونون صفتین
اُس تعالے کی ذات پاک کا خاصہ ہے یہ کسی مخلوق کو حاصل نہین ہان بعضے کافر لوگ اپنے
معبودونکے حقمین اور مسلمانونکے زمرہ مین سے بعضے پیر پرست لوگ اپنے پیرونکے حق مین پہلے چیز کو
یعنے احاطہ علمی کو ثابت کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ وے دور اور نزدیک کی بات سنتے اور جانتے
ہین اور جب کوئی اُنکو یاد کرتا اور پکارتا ہے تب جان جاتے اور سُن لیتے ہین اور اسی اعتقاد کے
سبب سے اپنی احتیاج کے وقت اُنسے مدد چاہتے ہین لیکن کچھ ہوتا نہین اور حقیقت مین شبہہ میں گرے
ہین اور اُس اشتباہ کا بیان اس مقام مین اجنبی ہے اور اسی دو چیز کے سبب سے سلوک کا [illegible]
تمام ہوتا ہے اور نہین تو ممکن نہ تھا کہ بندہ رب کے ساتھ نزدیک ہو اور اسی دو چیز کی طرف اشارہ
فرمایا ہے اُس حدیث صحیح مین جسکو محدثین کتاب السلوک والتقرب الی اللہ کے شروع مین لاتے
ہین وہ حدیث یہ ہی کہ مشکوۃ مصابیح مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کے پہلی فصل مین
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یَقُولُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ

فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ مِّنْھُمْ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے گمان کے کہ وہ مجھ سے رکھتا ہے یعنے جب
اپنا گناہ بخشواتا ہے تب اُسکا گناہ بخشتا ہون اور جب توبہ کرتا ہی اور گناہ سے باز آتا ہے تب اُسکا
توبہ قبول کرتا ہون اور جب دعا پیدا کرتا ہے تب اُسکی دعا قبول کرتا ہون اور جب حاجت مانگتا ہی
تب اُسکی حاجت برلاتا ہون اور بہت صحیح یہ ہے کہ اس فرمانے سے مراد ہے رجا اور امیدواری عفو
اور کرم کی سو اگر عفو کی امید رکھتا ہی تو عفو کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان کرتا ہی تو عذاب کرتا ہون
مگر اسطرح فرمانیمین اشارہ ہی کہ عفو اور کرم کی رجا اور امیدواری کو ترجیح ہی اور رجا کی حقیقت یہ ہے
کہ عمل کرے اور کوئی خدمت بجالاوے اور اُسکے قبول ہونیکی امید رکھے اور جو شخص کہ کوئی عمل نکرے
اور گناہ اور سرکشی کرے اور استغفار اور توبہ نکرے اور نیکی کی امید رکھے تو یہ نری آرزو ہی اور سردُو ہی
غرض ہر حال مین اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے نا امید ہونا نچاہیئے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہان ظن سے
مراد علم یقینی یعنی مین بندے کے یقین کے پاس ہون اور بندیکا علم یہ ہے کہ اُسکا بازگشت میری
طرف ہے اور اُسکا حساب لینا مجھپر ہے اور جو مین نے اُسکے واسطے تقدیر کیا ہے خیر اور شر سے سو البتہ
ہوتا ہی یعنے جب بندہ سب کام کا علاقہ مجھ سے سمجھتا ہے اور توحید کے مقام مین قرار پکڑتا ہے تب میرے
قریب ہو جاتا ہے اسطرحپر کہ جو دعا کرتا ہے مین قبول کرتا ہون یا اُسکے علم سے یہ مراد ہے کہ بندہ
جانتا ہے کہ مین اُسکے ساتھ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے یا اُسکے علم سے یہ مراد ہے کہ بندہ جانتا ہی
[illegible] اُسکو اُسکے پوشیدہ اور ظاہر عمل پر خبر دیتا ہون اور جب یہ معنے ہونگے تب اسکے بعد کی
جو عبارت ہین سو اُسکی تفسیر ہونگی جیسا کہ فرمایا اور مین بندے کے ساتھ اور اُسکے قریب ہون
اُسکی روزی اور نفقہ کی مدد کرنے کو اور اُسکے دلمین اپنے حضور اور شہود یعنے حاضر ہونے کے
نور کو داخل کرکے جسوقت کہ بندہ مجھکو یاد کرتا ہے پھر اگر یاد کرتا ہے بندہ مجھکو اپنے جی مین یعنی چپکے
یاد کرتا ہو مین اُسکو اپنی ذات مین یعنی اُسکو پوشیدہ ثواب دیتا ہون اور اُسکے ثواب کے ثابت کرنیکا
مین نے خود اپنی ذات سے متولی اور کارساز ہوتا ہون اسطرح پر کہ اُسکو کوئی نہین جانتا ہے

نہ فرشتہ اور نہ اُس بندے کے سوا کوئی اور اگر یاد کرتا ہے بندہ مجھکو ایک جماعت مین آدمیون کی
یاد کرتا ہون مین اُسکو ایک جماعت مین جو بہتر ہین اُس جماعت سے یعنے مقربین فرشتونکی جماعت اور
رسولونکی ارواح کی جماعت مین یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے
ذکر جہر کے درست ہونے کی اور اسی بات کا اشارہ ہے دوسری حدیث صحیح مین جو محدثین کی سلوک کی
کتابونکی سر دفتر ہے وہ حدیث یہ ہے جو مشکوۃ مصابیح کے باب اور فصل مذکور مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ
تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ
يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ
فرماتا ہے اللہ تعالے جو شخص کہ لاوے نیکی اور عمل نیک کرے تو اُسکے واسطے ہے دوگونہ ثواب اُس
ایک نیکی کا اور زیادہ بھی دیتا ہون جسکو چاہتا ہون اُسکے صدق اور اخلاص کے اندازے سے [illegible]
اور جو شخص کہ لاوے بدی اور عمل بد کرے تو بدلا بدی کا مانند اُس بدی کے ہے یعنے ایک بدی کے
بدلے ایک عذاب یا بخشدیتا ہون اور مطلق اُس بدی کا بدلا نہین دیتا اور جو شخص کہ نزدیکی ڈھونڈھتا ہے
مجھ سے ایک بالشت برابر نزدیکی ڈھونڈھتا ہون مین اُسکی طرف ایک ہاتھ برابر اور جو شخص کہ
نزدیکی ڈھونڈھتا ہے مجھ سے ایک ہاتھ برابر نزدیکی ڈھونڈھتا ہون مین اُسکی طرف ایک [illegible]
برابر باع کہتے ہین دونون ہاتھ کی درازی کو اور جو شخص کہ آوے میری طرف چلتا ہوا [illegible]
ہون اُسی کی طرف دوڑتا ہوا اور جو شخص کہ میری ملاقات کرے زمین بھر گناہ لیکے جس حال مین
کہ وہ شرک نکرتا رہا ہو اور میرا شریک کسیکو نہ ٹھرایا ہو مین اُسکی ملاقات کرتا ہون اُسی مانند یعنی زمین
بھر مغفرت لیکے روایت کیا اسکو مسلم نے سو حضرت حق عز و علا کی ذات کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنے
والے کی طرف نزول فرماتا اور نزدیک ہوتا ہے اور اُسکے مدرکے کو پر کرتا ہے کہ پھر دوسری
چیز کی سمائی اور جگہ باقی نہین رہتی اور اُسکے باطنی لطیفونپر غالب ہوتا ہے یعنے اُسکے باطن مین

اللہ ہی کا خیال رہجاتا ہو اور اُسکی روح کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور اس واقعی حقیقی نزدیک ہونے کے سبب سے اللہ تعالےٰ آدمی کی روح کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ روح کو بدن کے ساتھ ہے وہی علاقہ اس نزدیک ہونے کو اُسکی روح کے ساتھ ہو جاتا ہے اور دوسرے مخلوقات ہر چند کہ روحانیات ہون اول تو اُسکو علم محیط حاصل نہین کہ ہر ذکر کرنے والون کی ذکر پر خبردار ہو جاوین اور دوسرے اُنکو یہ قدرت نہین کہ برابر ہمیشہ ذکر کرنے والون کی روح پر غالب ہو جاوین اُسکو اپنے قابو مین کر لین کیونکہ دوسرے مخلوقات کو ایک کام مین مشغول ہونا دوسرے کام سے باز رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو کوئی کام دوسرے کام سے باز نہین رکھتا اب پہلے جاننا چاہیے کہ جبتک کوئی بات جی مین رہتی ہو اور اُسکو بولتا نہین تب تک اُسکو کلام نفسی کہتے ہین اور جب اُس بات کو بولتا ہے تب وہ کلام لفظی کہلاتا ہے سو حق سبحانہ کے کلام بھی دو قسم [illegible] نفسی اور کلام لفظی اور قرآن شریف جو ہو سو کلام لفظی ہو اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کا قرب جس صورت سے حاصل ہوتا ہو وہ صورت بخوبی ذہن نشین ہو گی لیکن اُس تعالےٰ کے کلام کی تلاوت سو وہ اس سبب سے اُس تعالیٰ کے قرب کی موجب ہوتی ہو کہ اُس کلام کی لفظین اپنے معنی پر دلالت کرتی ہین یعنی اُن لفظونکے پڑھنے سے ان لفظونکے معنے سمجھے جاتے ہین اور وہ سب معنے ایک مدت تک اُس تعالےٰ کے علم مین خلعت کلام نفسی کی پہن کے اُسکی صفات ذاتیہ مین سے ایک صفت ہوتی بھی تو بس وہ لفظین اُس تعالےٰ کی صفات ذاتیہ مین سے ایک صفت کو تلاوت کرنے والے کے مدرکے کے نزدیک کر دیتی ہین اور ایک طور کی آمیزش اور اتحاد کے سبب سے وہ صفت ذاتیہ تلاوت کرنے والے کی صفت ہو جاتے ہین اسواسطے کہ وہ معنے ٹھیک اُسکے مدرکے مین ٹھہرتے ہین جیسا کہ وہ لفظین بھی اسیطرح سے تلاوت کرنے والے کی لفظین ہو جاتی ہین اور یہ طرح کا تقرب حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ ہر کلام کرنے والے کا کلام باربار پڑھنا اور اُس کلام کے معنونکو ہمیشہ ذہن مین خوب خیال کرنا اسطرحکے قرب کا موجب ہوتا ہے اور بعضے آثار اُس کلام والے کی ذات کے پڑھنے والے کی لیاقت کے موافق اُس کلام کے پڑھتے وقت ٹپکتے ہین

جیسا کہ مثنوی اور دوسرے ملفوظات اور منظومات اولیاء کے پڑھتے وقت ٹپکتے ہین بلکہ عوام اور فساق کے
اشعار پڑھتے وقت بھی اُنکے نفس کی کیفیات اور آثار ٹپکتے ہین اگر نیک ہو تو نیک اور اگر بد ہی تو بد ٹپکتے
ہین اتنا فرق ہے کہ دوسرونکے کلام پڑھنے مین صرف وہی کیفیات جو کلام سے ظاہر ہوتی ہین پڑھنے
والے کے ذہن مین آجاتی ہین اور کلام الٰہی کے پڑھنے مین اُن کیفیات کے ساتھ دونون اور قرب
ذاتی بھی حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ علم محیط رکھتا ہو اور قدرت دنو اور تدلی اور قرب کی
بھی رکھتا ہی تو ذکر کرنے والون کے حق مین جو کچھ عنایت فرماتا ہے سو تلاوت کرنے والون کے حق مین
بطریق اولیٰ عنایت فرماتا ہے اسیواسطے کلام اللہ کی ترتیل کو اس سورۂ مزمل مین ذکر پر مقدم فرمایا
اور یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی ساری آیتین حق تعالیٰ کی ذکر سے خالی نہین ہین جیسا کہ تلاش اور تحقیق کے
بعد معلوم ہوتا ہے تو قرآن کی تلاوت ذکر کے فائدے بھی رکھتی ہے اور پیر اور مرشد اور اُستاد کے فائدے
بھی اسواسطے کہ تلاوت کرنے والے مین صفت الٰہیہ کا آجانا اور اُس تعالیٰ کی حبل المتین مین چنگل مارنا
قرآن کی تلاوت کیوقت مقصد حاصل ہوتا ہے ہان اتنا ہو کہ قرآن کی لفظونکو نحو صرف معانی بیان
بدیع اور دوسرے فنونکی طرف التفات کرنیکی آمیزش سے جو اُس صفت کی حقیقت کیطرف التفات
کرنے سے مانع ہوتی ہین خالی کرنا بہت دشوار ہے اور بہت دیر کے بعد حاصل ہوتا ہے بخلاف ذکر کے
لفظونکے اور فکر اور غور کے مضمون کی صورت کے کہ وہ اسقدر خالی کرنیکی محتاج نہین ہے خالی کرنیکے
یہ معنے کہ قاری کا ایسا حال ہو جاوے کہ قرآن کی الفاظ کو بلا واسطہ حق سبحانہ سے سُنے اور قرآن کی قراءت
مین تدبر اور غور کرنے کا یہ میانہ مرتبہ ہے اور اُس لذت مین ایسا غرق ہو جاوے کہ نحو صرف وغیرہ فنون
اور اپنی زبان اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ باقی رہے اس بیان سے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین
اولیاء قدس سرہ کے قول کا بھید کھُل گیا کہ جب لوگون نے آپ سے پوچھا کہ کلام اللہ مین مشغول رہنا
افضل ہے یا ذکر مین فرمایا ذاکر کو وصول جلد زیادہ ہوتا ہے لیکن اُسکے جاتے رہنے اور زوال کا بھی
خوف ہے اور تلاوت کرنے والے کو بہت دیر مین وصول ہوتا ہے لیکن اُسکے زوال کا خوف نہین اور
وصول کے معنی مشاہدے کے بیانمین معلوم ہونگے انشاءاللہ تعالےٰ مقدمہ کے شروع سے یہان تفسیر

فتح العزیز کا مضمون ہے جو سورۂ مزمل کی تفسیر مین بیان فرمایا ہے اور اُسمین جو تھوڑی حدیثونکی
عبارتین تھین اُنکو مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ سے پوری پوری لکھین اسواسطے کہ اُن حدیثونکے
مضمون اس کتاب مین جابجا کام آوینگے اور اُسی سورہ کی تفسیر مین جو قرآن شریف کی قرأت کے
تدبر کے تین مرتبے بیان کیئے وہ بھی چونکہ مراقبہ کے مقام مین کام آویگا اُسکو بھی لکھتے ہین وہ یہ ہے
فرماتے ہین کہ قرآن کی قرأت کے تدبر مین سب مرتبونمین چھوٹا مرتبہ یہ ہے کہ ہر خطاب اور ہر قصہ مین
اپنے تئین مخاطب جانے یعنے یہ جانے کہ اللہ تعالے مجھ سے بات کرتا ہے اور یہ قصہ مجھکو سناتا ہے
اور تدبر کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ قاری قرآن مین اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال کو مشاہدہ کرے
اور تدبر کا میانہ مرتبہ یہ ہے کہ قاری قرآن کو حضرت حق سے بلا واسطہ سُنے انتہے فائدہ اس سب
بیان سے قرآن شریف کی تلاوت سے اور ذکر قلبی یعنی مراقبہ سے اور زبان کی ذکر تینون سے مشاہدہ کا
حاصل ہونا بخوبی ذہن نشین ہوگیا اور یہ بھی سمجھا گیا کہ تلاوت اور زبان کی ذکر مین بھی مراقبہ اور غور کی
حاجت ہے اور حقیقت مین ذکر مراقبہ تلاوت نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ عبادت اور احکام شرعی کے
بجالانے اور سارے منہیات سے باز رہنے مین اللہ کی ذکر ادا ہو جاتی ہے کیونکہ ذکر کے معنی اللہ کو
یاد کرنا اور ان سب چیزون مین اللہ تعالے کو یاد آتا ہے اور جیسا کہ عبادت اور احکام کا بجالانا عبادت
اور ذکر ہے ویسا منہیات سے باز رہنا بھی عبادت اور ذکر ہے تو بعضے عبادت مین زبان اور دل
دونون کی ذکر ادا ہوتی ہے اور بعضے مین فقط زبان کی یا فقط دل کی ذکر ادا ہوتی ہے بلکہ بعضے عبادت
مین ہاتھ پانون وغیرہ اعضا سے ذکر ادا ہوتی ہے یہ مضمون تفسیر فتح العزیز کے مضمون سے خوب سمجھ مین
آجاتا ہے وہ مضمون یہ ہے فرمایا اللہ تعالے نے دوسرے سیپارہ سورۂ بقر مین فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ
اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین پھر یاد کرو تم مجھکو جسطرح سے ہو سکے زبان سے مثلا
میرے کلام کی تلاوت کر کے یا حلقونمین ذکر کے میرے نام کو یاد کر کے اور حمد اور تسبیح اور تکبیر اور تہلیل
کر کے اور ہر نیک کام پر بسم اللہ کہہ کے اور دل سے میرے حضور بے کیف مین کمال توجہ اور استغراق کے
ساتھ یعنے میرے حاضر اور موجود ہونیکی کیفیت جو جہت رنگ روپ صورت شکل سے پاک ہے

اور دریافت نہین ہوسکتی سو میری اُس حضوری کا خیال دل سے کرکے اور میرے حاضر ہونے کو ایمانکی
آنکھ سے دیکھ کے اور اُسی طرف متوجہ ہوکے اور مشاہدہ کے دریا مین غرق ہوکے میری یاد کرو کہ اسطرحکی
یاد اہل سلوک اور اہل اشغال کے نصیب ہے یا میری توحید کی دلیلو مین غور کرکے اور میری ذات اور
صفات اور افعال کی معرفت مین غور کرکے اور اپنے بندون سے جو معاملے مین کرتا ہون اُسکے اسرار
اور بھیدون مین غور کرکے اور میرے مخلوقات مین جو میرے حکمتین پوشیدہ ہین اُنمین غور کرکے
کہ ہر ذرہ مین اپنی معرفت کی ایک راہ مین نے ظاہر کردی ہے اور اپنی صفتون مین سے ایک صفت پر
ہر ذرہ مین ایک دلیل رکھی ہے کہ اسطرحکا غور اور تفکر علمائے راسخین کے نصیب ہے یا میرے وعدے مین
جو مسلمانونکے واسطے اور وعید مین جو کافرون کیواسطے فرمایا غور کرکے میری یاد کرو اور مین نے جو بندونکے
دلمین کیفیت خوف اور طمع کی پیدا کی ہے کہ مجھی سے خوف کرین اور مجھی سے طمع رکھین اس کیفیت کے
پیدا کرنے مین غور کرکے میری یاد کرو کہ اسطرحکا غور عوام متقیونکے نصیب ہے اور جوارح یعنی ہاتھ
پانٔون کان آنکھ وغیرہ سارے اعضا سے میری یاد کرو اور اس یاد کرنے کے دو طریق ہین پہلا طریق
جوارح سے یاد کرنے کا یہ کہ ہر ایک عضو کو میرے منہیات کہ وہ منہیات اُس عضو سے علاقہ رکھتا ہی
مجھکو یاد کرکے اور مجھ سے ڈر کے باز رکھو مثل اجنبی عورت اور امرد خوش شکل پر نظر کرنیکے کہ آنکھ سے
متعلق ہے اور غیبت اور سخن چینی اور گالی دینے اور جھوٹھ کہنے کے کہ زبان سے متعلق ہی اور بے
حکم شرع کے مارنے اور قتل کرنے کہ ہاتھ سے متعلق ہے اور باجے اور راگ اور جھوٹے قصون
سُننے کے کان سے متعلق ہے اور شراب خانے اور فاحشہ عورتون کے چکلہ مین جانے اور حاکمو ا
پاس غمازی کرنیکو یعنی چغلی کھانے کو جانیکے کہ پانٔون سے متعلق ہے اور زنا اور لواطت اور جماع کے
کہ شرمگاہ سے متعلق ہے اور حرام کھانیکے کہ مونھہ اور دانت اور گلے اور معدہ سے متعلق ہی اور
علی ہذا القیاس دوسرا طریق جوارح سے یاد کرنے کا یہ کہ جسوقت مین کام کا مین نے حکم فرمایا ہے اُسوقت
مین مجھکو یاد کرکے اور میرے حکم بجالانے کا قصد کرکے ہر عضو کو اُس کام مین مشغول اور مصروف کرو کہ
ان سب طورتو نمین مین تمکو یاد آتا ہون اور تمہارا ذہن میری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگرچہ تمھارے

مدرکے اور ذہن کا میری طرف متوجہ ہونا جو ہے اُسیکا نام میرا ذکر اور یاد ہے کہ تمہارا مدرکہ اور ذہن
میرے ساتھ متعلق ہوتا ہے لیکن اس متوجہ ہونیکے سارے اسباب اور متوجہ ہونا سب کے سب حکم
ذکر اور یاد کا رکھتے ہین اسواسطے کہ متوجہ ہونیکے اسباب سے متوجہ ہونا حاصل ہوتا ہے اور جب تم ایسا کرو
اور مجھکو یاد کرو مین بھی تمکو یاد کرون اور میرا یاد کرنا یہ ہے کہ تمہارے حال پر ایک نئی طرحکا التفات
اور توجہ کرون اور تمہارے حق مین ایک تازی عنایت خرچ کرون کہ اُس التفات اور عنایت کے
سبب سے تمہارے معاش اور معاد کے سارے کام بن جاوین اور تمہارے سارے گناہ جھڑ پڑین
اور تمہارے درجات قرب کے بلند ہون اور تمہاری قدر اور ثواب کی لیاقت زیادہ ہو انتہی فائدہ اب
اس بیان سے سارے قسم کے ذکر کا فائدہ اور ذکر کے سارے قسم سمجھ مین آگئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
منہیات سے بچنا اور احکام کا بجالانا بھی اللہ کے ذکر اور یاد مین داخل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کی یہی حقیقت ہے جیساکہ اٹھائیسوین سیپارہ سورۂ حشر مین ہے
اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا اور جو لاوے تمکو رسول سو لے لو اور
جسے منع کرے سو چھوڑ دو یعنی آنحضرت کے قول فعل تقریر سے جس کام کا حکم ثابت ہو اُسکو بجالاؤ اور جسکا
منع ثابت ہو سو چھوڑ دو تو قول معنے حضرت کا فرمانا فعل معنے حضرت کا کام اور تقریر کے یہ معنے کہ مثلاً ایک
شخص نے آنحضرت کے روبرو کوئی کام کیا یا کوئی بات بولا اور آنحضرت اُسپر مطلع اور خبردار ہوئے
اور اُسکو منع نکیا اور اُس سے انکار نکیا اور چپ رہے تو اُسکو مقرر رکھا یعنے جب منع نکیا اور چپ رہے
تو اُسکو آپنے جائز رکھا اس سب تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ ہر قسم کے ذکر جہر ہو یا خفی زبان سے ہو یا دل
سے یا سارے جوارح سے اکیلے مین ہو یا حلقہ مین سب مشروع اور درست اور مفید ہے اور یہ بھی ثابت
ہوا کہ جبتک پوری پوری اتباع نکرے گا تب تک فَاذْکُرُوْنِیْ کا حکم پورا پورا نہ ادا ہو گا اور وہ شخص
پورا ذاکر نہو گا اور جو شخص احکام کو بجانہ لاویگا اور منہیات مین گرفتار رہیگا مثلاً نماز نہ پڑھے گا اور افیون
پوست بھنگ مین گرفتار رہیگا اور ذرات کسی قسم کا ذکر بھی کرتا ہو گا سو ذاکر نہین پورا غافل ہے اگرچہ
ایسے لوگ کچھ گنتی شمار کے لائق نہین ہین مگر چونکہ ہدایت عام منظور ہے اسواسطے یہ مضمون بھی مذکور ہوا

اور جو شخص احکام بجالاویگا اور منہیات سے باز رہیگا اور پیشہ تجارت کو چاکری مین مشغول رہیگا سو ذاکر ہی
اور ذکر کا فائدہ پاویگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مراقبہ اور ذکر اور تلاوت سے اللہ تعالیٰ کی حضوری اور مشاہدہ
حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ حاصل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہی اور جب محبت حاصل ہوتی ہے
تب اتباع کرنے لگتا ہے جیسا کہ مشاہدہ کے بیانمین معلوم ہوگا تو اب جو کوئی سلوک الی اللہ جسطرح سے اختیار
کرے ہر طرحکے سلوک مین اصل غرض اتباع کو سمجھے اور جس شخص کو اتباع کا پورا حصہ ملا ہو اُسکو اپنا مرشد مقرر کرے
اور جو شخص احکام ظاہری مین مثل جمعہ اور جماعات مین حاضر ہونے اور بیمار کی عیادت اور جنازے کی
نماز عیدین کی جماعت مین حاضر ہونے اور روزے نماز زکوۃ حج جہاد وغیرہ احکام جب واجب ہو جاوین
اُنکے ادا کرنے مین قصور کرے اگرچہ نفل عبادت ہی مین مشغول رہنے کے باعث سے ان فرض و اجب
سنت کے بجالانے مین قصور کرے مثلاً قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہے اور یہ سمجھ کے کہ جماعت
کیواسطے جانیمین میری تلاوت مین حرج ہوگا اپنے گھر مین نماز پڑھ لے سالک نہین اور ایسے شخص سے
مرید ہونا اور ایسے شخص کو ولی جاننا ہرگز درست نہین اگرچہ اُس سے طرح طرح کی خرق عادت امو
رات ظاہر ہوا کرے ایسے شخص سے کنارے رہنے مین اور اُسکے مذکور کامون سے ناراض رہنے
مین وصول الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور اپنے دلمین جو کسی شخص سے اعتقاد آجاوے اور وہ شخص اتباع
مین پورا نہو بلکہ کسی قسم کے شرک یا بدعت مین گرفتار ہو اور دلمین یہ خیال آوے کہ یہ شخص ظاہری احکام
بجالانے مین قصور کرتا ہے تو کیا مضائقہ باطن اسکا بہت درست ہے تو ایسے اعتقاد کو شیطان کا وسواس
سمجھے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ ظاہر مین آداب شرعی کو نگاہ رکھنا باطن مین آداب شرعی کے نگاہ رکھنے
کی نشانی ہی یہ حدیث آگے چل کے آویگی تو اب بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو ذکر اور اشغال شریعت کے قاعدے کے
موافق ہو اُسکو اختیار کرے اور جس شخص کی چال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اُنکے کسی اصحاب کی چال کے
موافق ہو اُسکی پیروی کرے اور اُسکو مرشد مقرر کرے اسیطرح سے جو کتاب اُنکے یا اُنکے کسی اصحاب کے
قول فعل چال کے موافق ہو اُسکو معتبر جانے اسیطرح سے جو عالم اور وعظ کہنے والا ہو اُس سے مسئلہ پوچھے
اور وعظ سنے اور نہین تو نہین کیونکہ اصحاب کے نیک ہونیکی گواہی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور

ی چال اللہ تعالی کو پسند ہے اور آنحضرت کے صحابہ کی چال کی پوری پوری اتباع بناوٹ والے سے کبھی
ادا ہو گی مشکوۃ مصابیح مین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی تیسری فصل مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
ایت ہی قَالَ مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا يُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ
لٰئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَبَرَّهَا قُلُوْبًا
عْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ
تَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ
ن مسعود نے کہا جو شخص کہ چاہتا ہے کہ سیدھی راہ چلے تو چاہیئے کہ ان لوگونکی راہ چلے اور اقتدا کرے
لوگ دنیا سے گذر گئے ہین کیونکہ بیشک زندہ بے دہشت نہین کیا جاتا ہے اسکے اوپر فتنہ سے اور دین
ی آزمائش سے اس بات کو ابن مسعود نے اپنے زمانے مین تابعین سے کہا اور نصیحت کیا اور مردون سے
پھر ا کے لوگونکو مراد لیا جیسا کہ کہا وے مردے لوگ اصحاب اور یار ہین محمد صلی اللہ علیہ
سلم کے ہین کہ وے لوگ افضل اس اُمت کے تھے یعنے صحابہ کے سوا اس اُمت محمدی مین جتنے لوگ
ہین سب سے صحابہ لوگ افضل تھے اور نیک زیادہ اس اُمت کے دلونکی راہ سے اور دور اندیش زیادہ
اس اُمت کے علم کی راہ سے اور کم زیادہ تکلف کی راہ سے کہ اُنہین تکلف اور ریا اور بناوٹ نہ تھی اور رسوم
رعادات کا مفید ہونا جو لوگون مین جاری ہی سو اُنہین نہ تھا اُن لوگون کو اللہ تعالے نے قبول کیا اور پسند کیا
نبی کی صحبت کیواسطے اور انکے دین کے ٹھیک اور درست کرنے کے واسطے یہ دلیل ہے صحابہ کے
فضل اور اکمل ہونے کی یعنی جب پروردگار تعالی نے تمام خلائق مین سے انکو چن لیا اور اپنے پیغمبر کا یار بنایا
معلوم ہوا کہ وے لوگ تمام خلق مین بہتر اور تمام امت مین نیک ہے ہین اور اُن لوگونکی جان اور ذات کا
اہر ہدایت اور ایمان کے انوار کا پرتو اپنے اندر لے لینے کے قابل اور لائق زیادہ تھا جیسا کہ اللہ تعالی
ے چھبسوین سیپارہ سورۂ انا فتحنا مین فرمایا وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا
ور لگار کھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اُسکے لائق اور اس کام کے سزاوار آثار مین یعنی حدیث
وقوف یا مقطوع مین آیا ہے کہ پروردگار تعالے نے سارے بندون کے دلونمین نظر کیا اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کے دلکو بہت روشن اور پاک پایا تب نبوت کا نور امین رکھا اور صحابہ کے دلونکو بہت صاف اور بہت لائق پایا تب انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیواسطے پسند کیا اور صحابہ کا ساری امت مین افضل اور نیک ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ کوئی عاقل اسبات کو نہ پسند کریگا کہ جو لوگ پیغمبر کے یار ہون اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید ہون اور عمر بھر انکی تربیت کے سایہ مین رہے ہون اور انکی خدمت کئے ہون اور پھر بھی ابھی تک پاک اور صاف نہوئے ہون اور کمال کے درجے کو نہ پہونچے ہون مشائخ کے مریدونکو دیکھتے ہین کہ انکی خدمت مین رہنے سے کس کس درجہ مین پہونچ جاتے ہین آخر ایسی بات کا اعتقاد رکھنے سے اس جناب کی صحبت کا نقصان ثابت ہوتا ہے اور یہ نقصانکی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب کیطرف عائد ہوتی ہے ہان جو لوگ منافق تھے انکواس صحبت مبارک سے فائدہ نہوا تھا سو منافق لوگ سورہ توبہ کے آنے کے بعد معلوم ہوگئے اور مخلص مسلمانون سے جدا ہوگئے اور فضیحت اور رسوا ہوے باقی سارے صحابہ نیک پاک ہین انکے حق مین برے اعتقاد سے اللہ تعالی ہم سب مسلمانون کو اپنی پناہ مین رکھے سوبھیا تو تم لوگ صحابہ کے واسطے انکی بزرگی اور فضیلت کو اور انکی پیروی کرو اور انکے پانون کے نشان پر چلے جاؤ اور چنگل سے پکڑو جسقدر سکو انکی خوے اور چال کو اسواسطے کہ بیشک وے لوگ تھے سیدھی راہ پر کہ وہ راہ نہایت سیدھی اور بے خوف تھی سبحان اللہ ابن مسعودؓ باوجود اس بزرگی اور بلندی شان کے جو دین مین انکو حاصل تھی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے حقمین فرمایا رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ بِهٖ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ راضی ہوا مین اپنی امت کیواسطے اس بات پر کہ راضی ہوا بیٹا ام عبد کا یعنی ابن مسعود سو جب ابن مسعودؓ نے صحابہ کی اسقدر بزرگی بیان کی اور تعظیم کی تب دوسرون کو صحابہ کے حق مین اور دوسری بات کی کیا جگہ ہے روایت کیا اس حدیث کو رزین نے اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات سے لکھا اس مقدمہ کے مضمون سے سلوک الی اللہ کے معنے اور اسکی حقیقت خوب ذہن نشین ہوگئی تھی اور اس حدیث سے یہ بھی کھل گیا کہ سلوک کا طریقہ کیسے شخص سے ملتا ہے اور مرشدی کے قابل کون ہے اور اس مضمون کی فصلونمین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اس مقدمہ کا مضمون اکثر

مقام مین کام آویگا یاد رہے گویا کہ اس کتاب مین انہین مضمونکی طرحسے شرح کرینگے **فائدہ** اب
ایک بات بڑے کام کی یاد رکھنا ضرور ہیکہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین جو تفسیر کی کتابین مثل
زاہدی اور مدارک اور بیضاوی اور جلالین وغیرہ کے اور حدیث کی کتابین مثل صحیحین اور جامع ترمذی
اور سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ کے اور فقہ کی کتابین مثل ہدایہ اور شرح وقایہ اور درمختار
اور قاضیخان وغیرہ کے اور سارے فنونکی کتاب مثل عقائد اور اصول فقہ اور اصول حدیث اور معانی
اور بیان کے جو اہل سنت کے علماکے درس تدریس مین رہتی ہین اور تصوف کی کتاب مثل عوارف المعارف
تعرف فتوح الغیب عین العلم وغیرہ کے ہین سو یہ سب قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے عترت
اور صحابہ کے قول فعل تقریر حال چال کے موافق ہین اسکو سارے اہل اسلام کے علما خصوصًا حرمین
شریفین کے جو دین کا وکیل ہے جانچ چکے ہین اور حق یہ ہے کہ ہر چیز کی خوبی اور برائی اور اصلی ہونا اور
[illegible] اُس چیز کے دیس والے خوب پہچانتے ہین اور جو چیز انکے جانچنے مین ٹھیک اور عمدہ ٹھہری
[illegible] چیز کو برا کہنے والا اور ناپسند کرنیوالا سب عاقلون کے نزدیک احمق ہی اسیطرح سے مشہور طریقونکے
جن پیشواؤنکا حال جانچنے اور تحقیق کرنے مین قرآن اور آنحضرت اور اُنکے صحابہ کے اور عترت کے موافق
ثابت ہوا اب اُنکے بڑے بڑے علما اور بزرگون نے اپنا پیشوا اور مرشد مقرر کیا اور انکے مذہب کو
پسند اور اختیار کیا اور اُنکے طریقونمین مرید ہوے تو ان کتابون اور ان مذہبون اور ان طریقون کے
جانچنے کی اب حاجت نہین بس انکے موافق جنکا حال ہو وہ مرشدی کے قابل ہے اور نہین تو نہین باقی
مرشدی کے رتبہ کا بیان آگے معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالی **قاعدہ** اس کتاب مین جو مضمون لکھا ہے
سو حدیث اور تفسیر اور فقہ اور اصول فقہ اور عقائد اور تصوف کی معتبر کتابون سے اور ہر مقام مین
کتابون کا نام بھی لکھدیا ہے اسواسطے کہ اگر کسی مقام مین کاتب سے غلطی ہو جاوے یا اور کچھ ضرورت ہو
تو چاہیئے اصل کتاب سے ملاوے اور اکثر اس کتاب مین عوارف کا مضمون لکھا ہے اور اس کتاب مین
کوئی حدیث وضعی نہین لکھی اور حدیث کی عبارت کسی مقام مین ترجمہ سمیت لکھی اور کسی مقام مین اختصار
کیواسطے فقط ترجمہ لکھا اُسکا متن نہ لکھا اور جتنی حدیثین اس کتاب مین عوارف سے لکھی ہین حدیث کی

کتابون مین وہ سب موجود ہی اور عوارف مین سبکی سند لکھی ہی سو ہمنے اختصار کیواسطے سند کو حذف کیا اور جو عرب کی بولی مین الفاظ ہین اُسکے معنے بھی لکھے اور اس لفظ کو بھی لکھا تا کہ لوگ اُس اصل لفظ سے واقف رہین اور عالم لوگ اُس لفظ کے معنے شاید ہمارے بیان سے بہتر بیان کرین اور جو مضمون اپنا کیا کرایا اور بوجھا بوجھایا ہے اور جس بات کا تھوڑا یا بہت حصہ ملا یا ہے اُسکو اس کتاب مین لکھا ہے فقط کتاب دیکھ کے نقل نہین کیا ہے مضامین انشاء اللہ تعالےٰ طالبونکو بہت فائدہ کرین گے کیونکہ یہ سب مضامین اپنے مجرب اور آزمودہ ہین اور جیسا کہ اس خاکسار نے اپنے ابتداوقت مین بڑی دلسوزی اور خیرخواہی سے مفتاح الجنۃ لکھا تھا ویسا اب اس کتاب کو لکھا تمہید پہلے جاننا چاہئیے کہ شریعت کہتے ہین اسلام ایمان احسان سب کو ملا کے اور ان تینونپر عمل کرنیکے جو احکام اور مسائل ہین انھین کا نام شریعت ہے تو احکام ظاہری اور مسائل فقہی جن پر عمل کرنا معرفت اور ایمان تحقیقی کی نشانی ہے یہی شریعت ہے اور طریقت کہتے ہین سلوک الی اللہ کو جیسا کہ [illegible] اور حقیقت کہتے ہین شریعت کی حقیقت کو تا کہ جن چیزون پر ایمان لائے ہین اُنکی حقیقت کو [illegible] اور عبودیت کی حقیقات کو سمجھین اور معرفت کہتے ہین اللہ کے پہچاننے کو اور ان چارون کا بیان بخوبی کرتے ہین انشاء اللہ تعالی سو شریعت کا بیان تو فقہ اور تفسیر و حدیث وغیرہ وہی کتابون مین موجود ہے اور تصوف کی کتاب مین بھی حقیقت مین شریعت کے بیان ہین ہین مگر جیسا کہ فقہ احکام ظاہر کیواسطے مقرر ہے ویسا تصوف علم باطن کے واسطے مقرر ہے اور علم ظاہر اور باطن کا سب علم شریعت کا ہے اور ہر علم والے اپنے مقصد کو حدیث اور قرآن سے بیان کرتے ہین اور ہر علم والونکی سند اور دلیل حدیث قرآن مین موجود ہے - اب تصوف کا بیان سنو سلوک الی اللہ کا انجام یہی ہو کہ مشاہدہ یعنی ایمان تحقیقی اور تقویٰ حاصل ہو سو جو سلوک صحابہ اور تابعین کیوقت مین جاری تھا اور انکے زمانے کے بعد طریقت کے پیشواؤن اور مجتہدون نے جو حدیث اور قرآن سے ارتبادکر کے تصوف کے مسئل اور شغل اور ذکر مقرر کیا ہے سو دونون قسم کے سلوک سے مطلب حاصل ہوتا ہے اور حقیقت مین دونون سلوک ایک ہی ظاہر مین صورت دو معلوم ہوتی ہے اور پہلے طریق کا

سلوک اختیار کرنے سے دوسرے طریق کا سلوک بھی پایا جاتا ہے اور دوسرے طریق کا سلوک اختیار کرنے مین پہلا سلوک بخوبی پایا جاتا ہے بلکہ اس زمانے کے لوگونکے حال کے مناسب دوسرا سلوک زیادہ مفید ہے اسواسطے کہ اسمین ہر بات کی تفصیل اور ہر بات کا طور اور باب و فصل مقرر کیا ہے بعینہ حدیث اور قرآن اور فقہ کا سا حال ہے اور دوسرے سلوک سے یہ مراد نہین ہے کہ فقط ایک علم کے اشغال مین مشغول رہے بلکہ یہ مراد ہے کہ علم تصوف کے موافق سلوک اختیار کرے تاکہ قرآن حدیث فقہ عقائد تصوف سب کی اتباع ہو جاوے اور مومن کامل بن جاوے آب علم تصوف کا بیان دل لگاکر سنو جبتک سالک اللہ تعالی کی ذات اور صفات سے واقف نہو گا اور اُسکی معرفت کی حقیقت نمعلوم کرے گا تب تک سلوک کسطرح کریگا اور وہ کیا سمجھے گا کہ اُسکی ذات اور صفات آنکھ سے دیکھنے کے قابل ہے یا یقین کرنے اور دل کی آنکھ دیکھنے کے قابل اور اُسکی حضوری اور معرفت اور اُسکے وصول کا شوق کسطرح ہو گا سو ہم اُسی ذات پاک کی توفیق اور مدد سے پہلے اللہ تعالی کی ذات پاک کی توحید اور اُسکی صفات اور معرفت کا بیان تین فصلون مین لکھکے تب تصوف کی اور باتونکو لکھتے ہین

پہلی فصل اللہ تعالی کی ذات پاک کی توحید کے بیان مین

تعرف مین لکھا ہے کہ تمام صوفیہ اور اہل حق نے اللہ تعالے کی ذات مقدس کی توحید کے بیان مین سطرح پر اجماع کیا ہے کہ مقرر اللہ (واحد) اکیلا ہی اپنی ذات مین اور یگانہ اپنی صفات کے کمال مین اُسکے جز نہین اور اُسکے مثل اور مانند نہین ازل سے ابد تک وہ احد مطلق وہی ہی (احدؔ) یکا ہی اپنی ذات مین مانند نہین رکھتا (فردؔ) اکیلا اور طاق اور بھیٹ ہی (صمدؔ) پاک ہی سارے نقصانون اور آفتون سے اور سارے کمال اُسمین جمع ہین سب اُسکے محتاج ہین وہ کسیکا محتاج نہین (قدیم) سب سے آگے ہے (عالِمؔ) جاننے والا ہی (حیؔ) زندہ ازلی اور ابدی ہی کہ ہرگز نہ مریگا اور اُسکو زوال اور ہلاک نہین۔ (باقِ) ہمیشہ رہنے والا ہی کہ اُسکو ہرگز ہرگز فنا نہین (اول) سب سے پہلے ہی وہ سبحانہ اول ازلی ہی کہ اُسی کے وجود اور ہستی کا شروع نہین (الہ) معبود برحق ہی (سیّدؔ) پیشوا اور مولے ہے

(مالک) مالک ہی (رب) پروردگار ہے (رحمن) بڑا بخشانیوالا ہی (رحیم) نہایت مہربان ہے
(مرید) ارادہ کرنیوالا ہی جو چاہتا ہی سو کرتا ہی (حکیم) حکمت والا ہی (خالق) اندازہ کرنے والا خلق کا
پیدا کرنے کے پہلے سے ہے (متکلم) کلام کرنیوالا ہے (رزاق) روزی پہونچانیوالا مطلق سارے
مخلوقات کو ہے (سمیع) سننے والا بے کان کے ہے (بصیر) دیکھنے والا ہے بے آنکھ کے (عزیز) غالب
اور قوی اور بے مانند ہے (عظیم) سب سے بڑا ہے (جلیل) بزرگ اور بڑا ہے (کبیر) بزرگ اور سب سے
بڑا ہے (جواد) بڑا دینے والا ہے (رؤف) بڑا مہربان ہی بندونپر (متکبر) بزرگ اور بلند قدر ہے
(جبار) ٹوٹی چیزونکا درست کرنیوالا اور تباہی زدونکے بگڑے کامونکا بہتر اور درست کرنیوالا
اور زور آور غلبہ سے کام کرنیوالا ہے اپنی جتنی صفات کے ساتھ اپنی ذات کی صفت کیا اُن سب
صفتونکے ساتھ موصوف ہے اپنی ذات کا جتنا نام رکھا اُن سب نامونکے ساتھ مسمّا اور پکارا گیا ہے
اپنے سارے نام اور صفاتکے ساتھ ہمیشہ سے قدیم ہے کسی وجہ سے خلق کے ساتھ اُسکو کوئی تشبیہ نہین د[illegible]
اسکی ذات کیسیکی ذات کے مشابہ نہین اور اسکی صفت کیسیکی صفت کے مشابہ نہین اور مخلوقات کی نشانیو[illegible]
مین سے جیسے اُنکا نیا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہی کوئی نشانی اُسپر جاری نہین ہوتی ہمیشہ سے وہ آگے ہے
سارے نئے پیدا ہونے والونسے وہ پہلے ہے سب چیزونکے پہلے سے وہ موجود ہے اُسکے سوا کوئی قدیم نہین
اور اُسکے سوا کوئی معبود برحق نہین نہ وہ جسم تن ہی نہ وہ مشبح اور کالبد ہے اور نہ وہ صورت اور شکل ہے
اور نہ وہ شخص ہے اور نہ وہ جوہری اور نہ وہ عرض نہ وہ جمع ہوتا اور اکٹھا ہوتا ہی اور نہ وہ جدا ہوتا اور
بچھڑتا ہے نہ وہ حرکت کرتا اور ہلتا ڈلتا ہی اور نہ وہ سکون کرتا اور ٹھہرا اور رہا رہتا ہی اور نہ وہ گھٹتا
اور کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ ہوتا اور بڑھتا ہے اور نہ وہ صاحب اجزا ہے اور نہ صاحب ابعاض یعنی ٹکڑے
جز او اور ٹکڑا نہین اور نہ وہ صاحب جوارح اور اعضا ہے یعنے ہاتھ پانوٗن کان آنکھ وغیرہ اعضا
اسکے نہین ہی اور نہ وہ جہتون والا ہے یعنے مغرب مشرق جنوب شمال اوپر نیچے گوناگون سب جہتونسے
پاک ہے اُسکو یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ فلانی جہت مین ہے اور اُسپر اوقات نہین جاری ہوتے یعنی کسی وقت مین
ہونا کسی وقت مین نہونا یا وقت کے سببسے حال کا بدلنا جو مخلوقات اور محدثات کے واسطے ہے

سوا اس سے وہ پاک ہے اور اُسپر کوئی آفت نہین اُترتی اور اُسکو اونگھ اور جھپکی نہین آتی اور اُسکو اوقات نہین
بدلتے اور اسکو اشارے معین نہین کر سکتے یعنے جیساکہ کسی مخلوقات کیطرف اشارہ کرنے سے وہ معین ہوجاتا
ہو اور خیال مین ٹھہر جاتا ہے اس سے وہ پاک ہے اور اُسکو کوئی مکان گھیر نہین لیتا اور کسی مکان مین اُسکی
سمائی نہین اور اُسپر کوئی زمانہ نہین جاری ہوتا جیساکہ مخلوقات اور محدثات پر ماضی حال مستقبل کا زمانہ
جاری ہوتا ہے اور اُسپر یہ بولنا کہ وہ کسیکو چھوتا ٹٹولتا ہے یا چھوا ٹٹولا جاتا ہے اور یہ بولنا کہ وہ فرق پر اور
کنارے پر ہے اور یہ بولنا کہ مکانون اور جگہون مین گھستا اور داخل ہوتا اور سماتا ہے درست نہین اُسکی
آڑ مین نہین کر سکتے اور چھپا نہین سکتے پردے یعنی وہ ظاہر ہی پردے مین نہین ہے اور اُسکے پردے ہی
نہین۔ اور اُسکو آنکھین نہین پا سکتین یعنے باوجودیکہ پردہ مین نہین ہو مگر وہ ایسا لطیف اور ظاہر ہے
کہ مارے لطافت اور ظہور کے نظر نہین آتا اور آنکھ کو اُسکے دیکھنے کی دنیا مین طاقت نہین اس خاکسار نے
آزمایا ہے اس دونون مضمون مین خوب مراقبہ اور غور کرنے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ کی
حقیقت یہی ہو جیساکہ اُسکے مقام مین معلوم ہوگا اور بعضے بڑے لوگون نے اپنے کلام مین یون کہا
ہی کہ اُسکو آگے نہین کرتا ہے قبل کہ اُسکو قبل کہنے سے اُسکا آگے کا ہونا ثابت ہو کیونکہ وہ سبحانہ قبل سے
بھی سابق اور آگے ہو اور نہین تمام کرتا اور جگا دیتا ہے اُسکو بعد کہ اُسکو بعد کہنے سے وہ تمام ہو جاوے
اور چک جاوے بلکہ وہ بعد کے بھی بعد ہو اُسکو شروع نہین کرتا من یعنے جیسا بولتے ہین سرت
مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ سیر کیا مین نے بصرہ سے کوفہ تک تو من معنی چونکہ سے کے ہین اسواسطے
مین نے سیر کرنے کو بصرہ سے شروع کرنا سمجھا دیا کیونکہ بصرہ ایک معین مکان اور مقید چیز ہو اُسپر
اشارہ لگ سکتا ہے اور وہانسے کوئی کام شروع کر سکتے ہین اور وہ سبحانہ غیر معین اور مقید ہی
جہانسے اُسکو سمجھ کے کوئی کام شروع کرینگے گو کہ خیال ہی مین ہو پھر اُسکے آگے بھی اللہ سبحانہ خیال
مین آویگا پھر اور آگے بڑھین گے تو وہان بھی وہ سبحانہ موجود معلوم ہوگا اسیطرح سے زندگی بھر
کرتے رہین گے آخر کو تھک کے اور سُن مُن سوچ سلاح کے حیران پریشان ہو گے من کو پھینک دینگے
غرض یہ کہ جیسا کہ مخلوق پر من بولنے سے اُس مخلوق سے ایک چیز کا شروع ہونا فی الحقیقت سمجھا جاتا ہے

ویسا اُس سبحانہ کی ذات پاک پر مِن لو لینے سے سمجھا نہین جاتا باقی اللہ تعالیٰ اپنے کلام مین جو مِنْ اور عن اور الی اور عنہ وغیرہ فرماتا ہے سو بطریق مجاز کے بندون کے فہم اور اُنکے محاورے کے موافق ہے اور ان الفاظ کا ویساہی حال ہے جیسا کہ یدٌ اور وجہ اور ساق وغیرہ متشابہات کا حال ہے یعنی اُسکی حقیقت اور ذات تیری پاک ہے مگر باوجود اسکے صفت ظہور اور تجلی کی بھی اُسکے واسطے ثابت ہی سو یہ جتنے الفاظ اُسپر بولین گے وہ سب اُسکے ظہور اور تجلی کی صفات پر سمجھا جاویگا اور ذات اُسکی اس سبب سے پاک ہی یہی مضمون آگے کے سب لفاظ پر بھی سمجھنا اور اس پر عن کا لفظ بھی ٹھیک نہین پڑتا کیونکہ جہان پر ایک چیز ایک چیز سے فرق اور تجاوز کرتی اور اس سے جُدا ہو جاتی ہے تب اُس چیز پر جس سے ایک چیز جُدا ہوتی ہے عن بولتے ہین جیسا کہ بولتے ہین رَمَیْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ پھینکا اور جُدا کیا مین نے تیر کو کمان سے تو چونکہ تیر کمان سے جدا ہوا اسواسطے قوس پر عن کا لفظ بولے اور حق سبحانہ سے تو جدا ہونا ممکن ہی نہین کتنا ہی بھاگین اور دوڑین گے اور کیسا ہی کوئی جُدا کریگا تو گو کہ خیال ہی مین ہو مگر اللہ سبحانہ سے قرب اور ملنا ہی معلوم ہوگا اسیطرح سے زندگی بھر حیران پریشان ہوگے من کیطرح سے عن کو بھی پھینک دیجیئے من اور عن کا فرق مشہور ہے مگر اس مقام مین سالک نے کچھ فرق نہ سمجھا دونون کو پھینکا اور اللہ سے کام رکھا اور نہ اُسپر الی کا لفظ لگتا ہے کیونکہ الی ایک چیز کے نہایت پر بولتے ہین جسطرح الی الکوفۃ کوفہ تک اور اُس سبحانہ کے نہایت اور حد اور پایان نہین اور نہین توقف کراتا اور ٹھہراتا ہے اُسکو اذ اور اذا اس دونون لفظ کے معنے جب اور جسوقت اور اُسوقت اس دونون لفظ کو جس بات کا ہونا یقینی ہوتا ہے اس بات کی شرط پر بولتے ہین کہ جب اور جسوقت ایسا ہولے تب ایسا ہو جیسا کہ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ اور جب بہشت پاس لائی جاوے تب جان لے جی جو لیکر آیا پہلی بات شرط کہلاتی ہی اور دوسری بات جزا سو وہ سبحانہ اس شرط اور جزا سے پاک ہے اُسکی ذات اور صفات اور اُسکا کام کسی بات کے ہونے پر موقوف نہین مثلاً کوئی نہین کہہ سکتا کہ جب بندے عبادت کرین تب وہ معبود ہو یا جب وہ روزی دے تب رزاق ہو کیونکہ وہ عبادت کرنے کے پہلے سے معبود ہے اور روزی دینے کے پہلے سے رزاق و علیٰ ہذا القیاس اور دین مشہورہ مین ڈالتا اسکو

ان اُس لفظ کے معنی اگر یہ لفظ بھی شرط جزا پر بولتے ہین اور اِس لفظ کو اُس بات پر بولتے ہین جس بات کے ہونے نہونے مین شک ہوتی ہے اور اس بات کا ہونا نہونا دونون ممکن ہوتا ہے تب مشورے کے طور پر اس لفظ کو بولتے ہین جیسا کہ اِن تکرمنی اکرمک اگر تعظیم کرے تو میری تو مین تعظیم کرون تیری سو وہ سبحانہ اس مشورے سے پاک ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے وہان مشورہ کا کیا دخل اور نہین سایہ کرتا اُسپر فوق فوق معنے اوپر دستور ہے کہ جو فوق ہوتا ہے سو اپنے تحت پر سایہ کرتا ہے سو اُسکے فوق نہین بلکہ سب کا فوق وہ سبحانہ ہے اور نہین اُٹھاتا اُسکو تحت تحت سے نیچے دستور ہے کہ جو تحت ہوتا ہے سو اپنے فوق کو اُٹھاتا ہے سو اس سبحانہ کے تحت ہین بلکہ وہ سب کا تحت ہے اور اُسکے مقابلہ مین جزا نہین آتی ہے اور اس سبحانہ کا شرط سے پاک ہونا معلوم ہو چکا تو بس وہ جزا سے بھی پاک ہے اور اُسپر تنگی نہین کرتا ہے عندہ عندا کے معنے نزدیک اور کنارا یعنی یہ لفظ بھی حقیقۃ ٹھیک کرکے اور مقرر کرکے اسکی ذات پر نہین بول سکتے بلکہ اسکی ذات قریب بھی ہے بعید بھی ہے مگر مجاز آدمی کی فہم کے لائق بولا جاتا ہے عندہ عند اللہ یعنے اللہ کے نزدیک اللہ کے نزدیک اور اُسکو نہین پکڑتا ہے خلف خلف کے معنے پیچھے یعنی یہ لفظ بھی اللہ سبحانہ پر نہین بول سکتے کہ اللہ کے پیچھے یا اللہ کسی کے پیچھے ہے اور اُسکو نہین پاتا ہے ۔ آمام امام معنے آگے یعنے یہ لفظ بھی اللہ پر نہین بول سکتے غرض یہ کہ وہ سبحانہ پیچھے اور آگے بولنے سے پاک ہے اور نہین ظاہر کرتا ہو اسکو قبل قبل معنے پہلے یعنے ایسا نہین ہے کہ قبل کہنے سے اسکی ذات ظاہر ہو جاوے کیونکہ قبل کے پہلے سے وہ ظاہر ہے اور نہین فنا کرتا ہے اُسکو بعد بعد کے معنے پیچھے جب کوئی چیز تمام ہو جاتی اور چک جاتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے تب وہان پر بعد کا لفظ بولتے ہین سو وہ سبحانہ اس سے بھی پاک ہے اور بعد کے بھی بعد ہے اور اسکو جمع نہین کرتا کل کا لفظ کل معنی سب اور بالکل یعنے جسطرح جسے مخلوقات پر کل کہنے سے اُسکے سارے افراد اور جنس اور سارے اجزا، اور ٹکڑے جمع ہو جاتے اور اوسمین داخل ہو جاتے ہین سو اُس طرحسے حق سبحانہ پر نہین کہہ سکتے کیونکہ اُسکے افراد اور جنس اور اجزا اور ٹکڑے نہین ہین وہ تو احد ہے اور احد کے یہ معنے کہ وہ سبحانہ یگانہ اور اکیلا ہے کہ نہ شریک رکھتا ہے اور نہ جزا اور اُس کا جزنہ عقل مین ہے اور نہ خارج مین ظاہر ہے

اور اسکو ایجاد نہین کرتا اور سر نو پیدا نہین کرتا ہے کان اور اُس پر کان کا لفظ اس معنی سے نہین بولا
جاتا کان معنے تھا اور رہوا یہ لفظ وہان بولتے ہین جہان کوئی بات نئی پائی جاتی ہے مثلاً کہتے ہین کان
زَیْدٌ قَائِمًا تھا زید کھڑا اور کَانَ زَیْدٌ عَارِفًا ہوا زید خدا شناس اور وہ سبحانہ ازل سے ابد تک
جیسے کا تیسا ہے اُس پر جو کان کا لفظ بولتے ہین تو اسمین قدیم ہونیکے معنے ہوتے ہین اور وہ موقوف
ہونیکے قابل نہین ہوتے جیسا کہ کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا یعنی ہمیشہ سے ازل سے ابد تک اللہ دانا اور
حکیم ہے اور اُسکو نہین کھوتا اور گم اور سلب نہین کرتا لیس لیس کے معنے نہین ہے یہ لفظ کسی کلام
ور جملہ کے مضمون کی نفی اور سلب اور نہین کرنیکو بولا جاتا ہے جیسا کہ لیس زید قائمًا۔ نہین ہے زید
کھڑا ہونیوالا تو زید کے کھڑے ہونیکو لیس نے نفی کیا اور کھو دیا سو وہ سبحانہ اس سے پاک ہے کہ لیس
اُسکی نفی کرے اور اسکو نہین چھپاتا پوشیدہ ہوتا اور مقدم اور پہلے ہوا ہے حدث کے قدم اُس کا
حادث کے قدم اُس کا حدث معنی نیا ہونا قدم معنی پُرانا ہونا اور مقدم ہوا ہے عدم اور نیست
موجود ہونا اُس کا اور مقدم ہوا ہے غائت اور نہایت پر ازل سے ہمیشہ سے ہونا اُسکا اگر تو کہے کہ وہ کس و
ہے سو اُسکا ہونا تو وقت کے پہلے سے ہے اور اگر تو کہے کہ وہ قبل ہے سو قبل تو اُسکے بعد ہے اور اگر تو اُسکو
کہے کہ ہو تو یا اور واو تو اسکے مخلوق ہین پھر اگر تو کہے کہ وہ کیسا ہے تو مقرر اُسکی ذات وصفت اور
بیان کرنے سے پردے مین ہے پھر اگر تو کہے کہ وہ کس مکان مین ہے تو بیشک مکانکے پہلے سے ہے اُس کا
وجود اور اگر تو کہے کہ وہ کیا چیز ہے تو بیشک اُسکی ہونا جس سے وہ پہچان پڑتا ہے ساری چیزون سے
جدا ہوئی ہے ایک وقت مین دو صفتین اُسکے سوا کسی مین جمع نہین ہوتین اور کوئی شخص ایسا نہین ہے
کہ ایسی دو صفتین علی التضاد یعنے جو آپس مین ایک اُلٹے دوسری ہون اُس شخص مین ساتھ ہی پائی جاوین
اور اسمین ایسی صفتین علی التضاد موجود ہین کہ وہ سبحانہ باطن اور اندر ہے اپنے ظاہر ہونے مین اور ظاہر ہے
اپنے پوشیدہ ہونے مین اور ایسا قریب ہے کہ دور ہے یہ صفتین علی التضاد اُسمین اسواسطے جمع ہین تا کہ
کوئی کسی خلق کو اُسکے ساتھ تشبیہ نہ لیکے اُس کا کام بغیر مباشرت کے ہے مباشرت کے معنے ہین کہ آپ
کسی کام مین لگے سو وہ سبحانہ مخلوق کیطرح سے کسی کام مین نہین لگتا اور کام کرتا ہے اور سمجھانا اسکا بغیر ملاقات

ہو اور ہدایت اُسکی بغیر اشارے کے ہو اور اُسکو کھینچا کھینچی نہین کرتے ہین قصدین یعنی جیساکہ بندہ اپنے مختلف قصدونکے سبب سے متردد ہوتا اور کشاکش مین پڑتا ہے اور اُسکا حوصلہ تنگی کرتا ہے سو وہ سبحانہ اس سے پاک ہو اور اُسکو نہین لگتی ہین فکرین یعنے جیساکہ بندے کے ارادے اور کام مین فکرین آ لگتی ہین کہ یہ کام کرین تو یہ ہو اور یون کرین تو یون ہو سو وہ سبحانہ اس سے پاک ہو اور بے فکر ہے اور اُسکی ذات کیواسطے کسیطرحکی تکلیف اور کیسا ہونا نہین یعنی اُسکی ذات کا کوئی بیان نہین کر سکتا کہ وہ کیسی ہے اور اُسکے فعل کیواسطے کوئی تکلیف نہین ہو یعنے اُسکو کوئی تکلیف اور حکم نہین دیتا کہ کام تو کر وہ جو چاہتا ہے سو آپ کرتا ہو اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اُسکو آنکھین نہین پا سکتین اور ہجوم نہین کرتے اور اُسپر نہین جا پڑتے لوگونکے گمان بلکہ وہ آپ بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہے اور اُسکی صفات بدلتی نہین اور اُسکے اسماء بدلتے ہین ہمیشہ سے ایسا ہی تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ قال اللہ تعالیٰ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وہی ہو پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز جانتا ہے لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ نہین اُسکی طرحکا سا کوئی اور وہی ہو سنتا دیکھتا

دوسری فصل اللہ تعالےٰ کے صفات کے بیان مین

اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اللہ تعالےٰ کی صفات کے بیان مین اس طرحپر اجماع کیا ہو کہ بیشک اللہ تعالےٰ کیواسطے صفات علی الحقیقۃ ثابت ہین یعنے مجازاً نہین بلکہ حقیقۃً وہ صفتین اُس ذات پاک مین موجود ہین اور وہ سبحانہ اُن صفتونکے ساتھ موصوف ہے وہ صفتین یہ ہین علم اور قدرت اور قوت اور عز یعنے غالب اور زبردست ہونا اور حکم اور حکمت اور مشیت یعنے چاہنا اور کلام اور کبریا یعنی بڑائی اور جبروت یعنی قہر اور غلبہ اور حیوۃ اور قدم یعنی دیرینہ اور پُرانا ہونا اور ارادہ یعنی ارادہ کرنا اور اُس سبحانہ کی صفات جسم اور عرض اور جوہر نہین ہین جیساکہ اُسکی ذات جسم اور عرض اور جوہر نہین ہو اور بیشک اللہ تعالیٰ کے واسطے سمع اور بصر اور وجہ اور ید حقیقۃً ثابت ہو وہ سمع اور بصر اور وجہ اور ید ہمارے کانون اور آنکھون اور مونہون اور ہاتھون کے طرح سے نہین ہو

اور اس بات پر اجماع کیا ہی کہ بیشک اللہ تعالی کی صفات جوارح اور اعضا اور اجزا نہین ہی اور
بات پر اجماع کیا ہے کہ وہ صفات نہ اللہ ہے اور نہ اللہ کے غیر اور اللہ تعالی مین صفات کے ثا
کرنیکے یہ معنے نہین ہین کہ اللہ تعالی اُن صفتونکا محتاج ہی اور سب چیزین اُن صفتون سے کرتا ہی ل
لسکے یہ معنی ہین کہ اُن صفات کے اُلٹی جو بات ہی اُسکی نفی کرنا اور اُن صفات کو ثابت کرنا اور یہ ا
ہین کہ وہ صفات اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے اور علم کے معنے فقط جہل اور نادانی کی نفی کرنے
نہین ہین اُسمین نادانی نہین ہی اور قدرت کے معنے فقط عاجزی کی نفی کرنے کے نہین ہین اسمین عاج
نہین ہے بلکہ یہ معنے ہین کہ اللہ تعالی مین علم اور قدرت کو ثابت کرنا کیونکہ اگر فقط نادانی کی نفی سے عالم
اور عاجزی کی نفی سے قدرت اور زور والا ہو تو جن چیزونمین جان نہین ہی اُنسے نادانی اور عاجزی
نفی کرنے سے وہ سب بھی عالم اور قادر ہو جاوین اور اسیطرحسے ساری صفات کا ثابت کرنا اور اللہ
کو ان صفتونکے ساتھ ہمارا وصف کرنا اور ان صفتونکو بیان کرنا جو ہے سو یہ اُسکی صفت نہین
ہمارا بیان کرنا اور وصف کرنا ہماری صفت ہی اور اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ جو صفت قائم
ہی یعنے بطریق حکایت کے ہم اُسکا بیان کرتے ہین اور جو شخص کہ اللہ کی صفت کے بیان کرنے کو جو آپ
بیان کرتا ہے اللہ تعالے کی صفت ٹھہراوے بغیر اسکے کہ اللہ تعالے کیواسطے صفت حقیقۃً ثابت کر
تو وہ شخص اللہ تعالی پر جھوٹھ کہنے والا ہی فی الحقیقت اور جو صفت اللہ کی نہین ہی اُسکی ساتھ اللہ تعالی
یاد کرنے والا ہے اور یہ وصف کرنا اور صفت بیان کرنا ذکر کے طور پر نہین ہے کیونکہ ذکر مین یہ ہوتا
کہ غیر کے ذکر سے مذکور ہوتا ہی اسواسطے کہ ذکر اور یاد کرنا ذاکر اور یاد کرنیوالی صفت ہی یہ صفت مذ
نہین ہی مذکور کے معنی ذکر کیا گیا اور مذکور جو ہے جسکی ذکر کرتے ہین سو ذاکر کے ذکر سے مذکور ہو
یعنے جبتک ایک چیز کی ذکر نہین کرتے تب تک وہ چیز مذکور نہین کہلاتی اور جب اُسکا ذکر کر
ہین تب وہ مذکور کہلاتی ہی اور موصوف جو ہے جسمین کوئی وصف اور صفت موجود ہے سو وصف کر
اور صفت کرنیوالے کے وصف کرنے سے موصوف نہین ہوتا بلکہ جسمین جو وصف ہی وہ اُس صف
ساتھ خود موصوف ہی اُسکا وصف کرین خواہ نکرین مثلاً جوان کو جوان کہین یا نکہین یا بڈھا کہین

صورتمین دہ جوان ہی اور اگر ایسا ہوتا کہ وصف کرنیوالے کا وصف کرنا اللہ تعالی کا وصف اور صفت ہوتی
مشرکین اور کفار کا وصف کرنا اُسکی صفات ہوجاتی مثلاً اُن لوگون نے اللہ کی وصف یون کیا کہ اللہ کے
اولاد اور زوجہ اور شریک ہی تو اُنکے کہنے سے ایسا ہوجاتا اور اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کی تنزیہ اور پاکی
... ان کافرون اور مشرکون کے وصف کرنے سے جو اُن سبھون نے اُسکے حقمین وصف کیا اور
... کسیکی بھلی یا بری صفت کا بیان کرنا سو وہ تعالی کسی کے صفت کرنے سے موصوف نہین ہے
اُس صفت کے ساتھ موصوف ہی جو صفت اُسکی ذات کے ساتھ قائم اور لگی ہی اُس سے جدا نہین ہوتی جیسا کہ
آیۃ الکرسی مین فرمایا وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖ اور یہ نہین گھیر سکتے اُسکے علم مین سے کچھ یعنی اُسکا
علم جو اُسکی ذات کے ساتھ قائم اور لگا ہے اور اس سے جدا نہین ہوتا اور یہ بات اضافت کے سبب سے
ظاہر ہے کہ علم کی اضافت اپنی طرف فرمایا اور جیسا کہ سورۂ ذاریات مین فرمایا ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِینُ
... قوت کا زور اور مضبوط اسیطرح سے اپنے کلام پاک مین اپنی ذات پاک کیواسطے جو صفات بیان فرمایا
سو سب جو اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہین اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالے کی صفات
آپسمین متغائر نہین ہوتین اور ایک صفت کی غیر دوسری صفت نہین ہوتی سو اُسکا علم اُسکی قدرت
نہین ہے اور نہ اُسکی قدرت کا غیر اور اسیطرح سے اُسکی ساری صفات اور نہین ہے سمع اُسکا بصر اُسکی
اور نہ اُسکی بصر کا غیر جیسا کہ اُسکی غیر اور اختلاف کیا علما نے اس بات مین کہ حدیث قرآن مین اللہ تعالے
کیواسطے اتیان اور مجئ اور نزول یعنے آنا اور اُترنا جو آیا ہے سو اُسکے کیا معنے ہین سو جمہور اور بہت
عالمون نے کہا کہ یہ سب اُسکی صفات ہی اور اس صفات کے جیسے معنی اُسکی ذات کے لائق ہین ویسے
ہین اور اُسکا بیان تلاوت اور روایت سے زیادہ نہین ہو سکتا یعنی قرآن شریف مین جہان کہین آیا ہی
یَأۡتِیَهُمُ اللّٰهُ آوے اللہ جَآءَ رَبُّكَ آوے تیرا رب اُسکی فقط تلاوت کرینگے اور حدیث مین آیا ہی
یَنۡزِلُ اللّٰهُ اُترتا ہے اللہ اُسکی فقط روایت کرینگے اور اس آنے اور اُترنے کی حقیقت نہ بیان
کر سکینگے اور اسپر ایمان لانا واجب ہی اور اسمین بحث کرنا درست نہین محمد ابن موسیٰ واسطی نے
کہا کہ جیسا کہ اُسکی ذات غیر معلول ہی کہ علت اور سبب کی محتاج نہین ویسا اُسکی صفات غیر معلول ہے

سو ذات کی حقیقت تک پہونچ نہین سکتا اور صفات کی حقیقت دریافت کرنے سے بھی عقل عاجز ہے
تو جب صفات اور ذات دونون کی معرفت سے عاجز ہوا اور ذات اور صفات مین ایک ایسا علاقہ
اور لگاؤ پایا کہ تفرقہ نکر سکا تب حیران ہو کے کہا کہ صفات اللہ کی نہ اللہ ہین اور نہ اللہ کے غیر اسیطرح
کہا کہ اللہ کے اسما نہ اللہ ہین اور نہ اللہ کے غیر اور دوسرے گروہ نے اسواسطے کہ اُس ذات منزہ کی معرفت
مین ہم نرے جاہل اور نادان ہین اور اُسکے نام کے سوا ہم اور کچھ زیادہ نہین پہچانتے تو بس اسکا نام وہی
اللہ ہے یہ سب مضمون اہل سنت وجماعت کے عقائد کی کتابون کے موافق ہین چونکہ یہ باتین سالک کے
مراقبہ اور ذکر اور تلاوت مین کارآمدنی ہین اسواسطے لکھا یہ سب باتین یاد رہین اور باقی تعرف وغیرہ
تصوف کی کتابون مین قرآن اور اللہ کی رویت معنی دیدار اور نیکی بدیکی تقدیر اور صراط اور میزان اور
خلافت اور معراج اور معجزے اور کرامات وغیرہ کا بیان عقائد کی کتابونکے موافق ہے سو جو کچھ کہ
اہل سنت کے عقائد مین ہو اسکے موافق سالک اپنے اعتقاد کو درست کرے

تیسری فصل اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بیان مین

معرفت کے معنے پہچاننا اور عارف کے معنے پہچاننے والا اور نکرہ معنے نہ پہچاننا اس بیانمین ہم تعرف کے
مضمونکا خلاصہ لکھتے ہین وہ یہ ہے کہ تمام صوفیہ نے اجماع کیا ہے اثبات پر کہ بیشک اللہ تعالےٰ کے
پہچاننے پر فقط اللہ تعالیٰ اکیلا آپ ہی دلیل ہے یعنے اُسکا پہچاننا دلیل کا محتاج نہین پس میثاق کے
روز جو معرفت اللہ تعالےٰ نے آپ دیا ہے وہی معرفت ہی معرفت عقل کی دی نہین ہے اور اُنکے نزدیک
عقل کی راہ عاقل کی طرحسے ہے اور جیسا کہ عقل والا اپنی حاجت کے وقت جب کسی چیز کے پہچاننے
کی حاجت ہوتی ہے تب دلیل کا محتاج ہوتا ہے کہ اپنی عقل کی قوت سے اس چیز کو ہم دلیل سے پہچانینگے
اسیطرحسے عقل بھی دلیل کی محتاج ہے بغیر دلیل کے وہ بھی کچھ پہچان نہین سکتے اور اللہ کے پہچاننے
کی وہ آپ دلیل نہین ہو سکتی اسواسطے کہ عقل محدث ہے اور محدث راہ نہین دکھاتا مگر اپنے مانند
محدث کیطرف دلیل معنی راہ دکھانیوالا اور محدث معنی نیا پیدا ہوا جو پہلے نہ تھا اب ہوا ایک شخص نے

نودی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ کے پہچاننے کی کیا دلیل ہی کہا کہ اللہ پھر کہا کہ عقل کا کیا حال ہے
کہا عقل عاجز ہے اور عاجز نہین راہ دکھاتا مگر اپنے ایسے عاجز کی طرف اور ابن عطانے کہا کہ عقل
ہتھیار عبودیت اور بندہ ہونیکا ہے ربوبیت کی حقیقت دریافت کرنیکا ہتھیار نہین ہی یعنی عقل صالۃ
رب کے پہچاننے کا ہتھیار نہین کہ اپنی قوت سے رب کو پہچانے مگر رب کے پہچنوانے سے رب کو پہچانتی
ہی تو عقل آپ حقیقۃ معرفت کی ہتھیار نہ ٹھہری بلکہ اللہ تعالیٰ کے پہچنوانے کی محتاج ٹھہری جیسا کہ آنکھ اور
کان دیکھنے سننے کے ہتھیار اصالۃ اور حقیقۃ نہین ہین بلکہ اللہ تعالیٰ کے دکھانے سنانے سے دیکھتی سنتی
ہین تو مجازاً آنکھ کان عقل ہتھیار کہہ سکتے ہین اور حقیقۃ نہین اور اُسکے سوا اور لوگون نے کہا کہ عقل
کون اور مخلوق کے گرد بگرد پھرتی ہی اور اُنکو دریافت کرتی ہی اور جب مکون یعنی پیدا کرنیوالے کی
حضور میں اُسکا غور پہنچتا ہی تب گھل جاتی ہی یعنی نری بے کام اور حیران ہو جاتی ہے اور قرطبی نے کہا کہ جو شخص
اہل عقل کا پابند ہوا کہ عقل سے اللہ کو پہچانے اور دلایل عقلی سے اُسکی ذات کو ثابت کرے سو عاجز ہوا
عقل سے اتنا پہچان سکتا ہی کہ اللہ موجود ہی سو اگر اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اسکو نہ پہچنواتا تو اُسکا موجود
ہونا بھی نہ دریافت کر سکتی اور کہا بعضے بڑے لوگون نے کہ اللہ کو وہی پہچانتا ہے جسکو وہ آپ پہچنواتا ہی
اور اُسکی توحید وہی سمجھتا ہے اور وحدہ لاشریک لہ کا مضمون وہی دریافت کرتا ہے جسکو وہ آپ توحید کا
مضمون سمجھا دیتا ہے اور اُسپر ایمان وہی لاتا ہی جسپر اُسکی مہربانی ہوتی ہی اور اُسکی صفت وہی کرتا ہے
اور اُسکی صفاتکو وہی پہچانتا ہی جسکے باطن کو وہ آپ روشن کرتا ہے اور اُسکے باطن مین آپ تجلی اور
ظہور فرماتا ہے اور اللہ سے خالص اور نرالا معاملہ وہی رکھتا ہے جسکو وہ آپ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے
اور اُسکا خاص بندہ بننے کے لائق وہی ہوتا ہے جسکو وہ آپ اپنے واسطے خاص بنا لیتا ہی کہا جنید نے
معرفت دو معرفتین ہین ایک معرفت تعرف کی تعرف معنی پہچانا گیا ہونا اور دوسری معرفت تعریف
معنے پہچنوا دینا معرفت تعرف کے یہ معنے اللہ تعالیٰ اپنے بندونکو اپنی ذات پہچنوا دیتا ہے اور اپنی ذات
پہچنوا دینیکے سبب سے انکو ساری اشیا پہچنوا دیتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
مجھکو خوش نہین آتے چھپ جانیوالے ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سبب سے سارے

مخلوقات کی حقیقت کو پہچانا کہ یہ سب مخلوق ہین اور انکا حال بدلتا ہے اور یہ سب دوسرے کے محتاج ہین یہ اس قابل نہین کہ انکی عبادت کرین یا اس سے مدد چاہین یا انکی محبت دلمین چھپاوین یہ پہچانکے سب کو چھوڑا اور اُسیکو پکڑا جسکا حال ازل سے ابد تک بدلتا نہین اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذات کو پہچنوا دینے کے انکو اپنی طرف ایسا مشغول کر دیتا ہے کہ دوسرے سے انکو کچھ غرض نہین رہتی اور دلیل اور نشانیونکے محتاج نہین رہتے کیونکہ دلیل اور نشانیونسے یہی حاجت ہوتی ہے کہ اسکے سبب سے اللہ کی راہ پاوین اور جب اُسکو پایا تب دلیل کی حاجت نہین رہتی بلکہ دلیل بیچ مین آڑ پڑتی ہے جیسا کہ منزل چلنے مین آدمی کوس کے نشان اور کوس پر چلنے کا محتاج رہتا ہے اور جو خود منزل پہنچا ہے اُس کو کوس کے نشان اور کوس پر چلنے کی کیا حاجت ہے اور معرفت تعریف کے یہ معنے کہ اللہ تعالی اپنے بندونکو اپنی قدرت کی نشانیان دکھاتا ہے تمام ملک مین اور خود اُنکے جیون مین تب اُنمین ایک لطف اور پیدا ہوتی ہے تب سب چیز دنکو دیکھ کے پہچانتے ہین کہ انکا کوئی صانع اور بنانے والا ہے اور یہ معرفت عوام ہے اور جسنے کہا ہے کہ اللہ تعالی کو دلائل سے پہچان سکتے ہین تو اُسکی مراد اسی قسم کی معرفت ہے اور پہلے [illegible] خواص کی اور سب گے سب عوام ہون یا خواص اللہ تعالی کو فی الحقیقت نہین پہچان سکتے ہین مگر اُسی سے اور یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسا کہ محمد ابن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نہین دیکھا مین نے کسی چیز کو مگر یہ کہ دیکھا مین نے اللہ کو اُسمین یعنے جیسا آئینہ مین کسی چیز کو دیکھتے ہین یہ معنے نہین ہین کہ معاذ اللہ وہ سبحانہ اُسمین دکھا رہتا ہے بلکہ آئینہ مین عکس دیکھ کے معلوم کرتے ہین کہ بلاشبہہ عکس والا دوسرا ہے اور دوسرے بزرگ نے کہا کہ نہین دیکھا مین نے کسی چیز کو مگر یہ دیکھا مین نے اللہ کو قبل اُسکے یعنی جب مین نے کسی چیز کو دیکھا تب اُسکے دیکھنے کے پہلے سے مجکو یقین تھا کہ اللہ تعالی موجود ہے تب تو مجکو اس چیز کو دکھاتا ہے اور اُس کا نور پہلے سے موجود ہے اُسی نور کی قوت سے مین اس چیز کو دیکھتا ہون اس دونون قول مین عوام مومنونکی معرفت کا بیان ہے یعنے ضعیف کو دیکھ کے صانع کو پہچاننا ابن عطار نے کہا کہ اللہ تعالی نے عامہ کو یعنی عوام الناس کو پہچنوایا اپنے خلق کو دکھلاکے فرمایا اللہ تعالے نے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ بھلا کیا نہین نگاہ کرتے اونٹو نپر کیسے بنائے ہین اور خاص لوگونکو اپنے کلام اور صفات سے پہچنوایا فرمایا

پانچوین سپارہ مین اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا غور نہین کرتے قرآن مین اور پندرھوین سپارہ مین فرمایا
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور ہم اُتارتے ہین قرآن مین سے
جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمان والونکو اور فرمایا نوین سپارہ سورۂ اعراف مین وَلِلّٰهِ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اور اللہ کے سب نام ہین خاصے اور انبیا کو اپنی ذات سے جیساکہ فرمایا سورۂ شوریٰ مین
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ اور اسیطرح بھیجا ہمنے تیری طرف
ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہی کتاب اور فرمایا سورۂ فرقان مین اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ
تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف خلاصہ یہ کہ معرفت کے اسباب مختلف ہین عوام الناس کیواسطے
یہ [illegible] فرمایا کہ خلق کو دیکھ کے خالق کو پہچانین اور خاص لوگونکے واسطے یہ سب مقرر فرمایا
[illegible] م اور صفات اور اسمار سے پہچانین کہ کلام سے متکلم کو اور صفات سے موصوف کو اور اخص
[illegible] ین اور خلق کو دیکھ کے پہچاننے سے انکو بے نیاز اور بے پروا کیا اور انبیا لوگون کیواسطے
یہ [illegible] مایا کہ انکو اپنی ذات کیطرف مشغول کیا وے لوگ فعل اور صفت کو دیکھ کے پہچاننے
سے بے نیاز ہوئے اور بعضے بڑے صوفی لوگون نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمکو پہچنوا دیا اپنی
ذات کو اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے پہچاننے کی راہ ہمکو سمجھایا اپنی ذات سے تب اُٹھ کھڑا ہوا
معرفت کا گواہ معرفت مین سے معرفت کی گواہی دینے کو اور یہ گواہ کب کھڑا ہوا جب پہلے حق نے اُسکو
معرفت پہچنوا دیا تب اُسکے بعد کھڑا ہوا اسکے یہ معنے ہین کہ معرفت کے حاصل ہونے کا کوئی سبب
نتھا اسکے سوا کہ اللہ تعالیٰ نے عارف کو پہچنوایا تب اُسکے پہچنوانے سے اسکو پہچانا اور بعضے بڑے
مشائخ نے کہا کہ مخلوقات جو ظاہر ہین سو وے سب اس سبب سے پہچان پڑتے ہین کہ عقل اُنپر
ہجوم کرتی اور راہ پاتی اور جا پڑتی ہی اور حق سبحانہ اسبات سے بہت دور ہی کہ عقل اُسپر راہ پاوے
اُس نے تو پہلے ہی اپنے تئین ہمکو پہچنوا دیا کہ وہ ہمارا رب ہے تب پہچنوانے بعد کہا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ
کیا مین تمھارا رب ہون یا نہین اور یہ نہ کہا کہ مَنْ اَنَا مین کون ہون جسوقت کہ پہچنوانے لگا تھا تا کہ
اُسپر عقلین ہجوم کرتین یعنی اُس نے اپنے تئین آپ پہلے پہچنوالیا تب پوچھا کہ مین کون ہون